SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, February 26, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty minutes past three in the evening with Mr. Acting Chairman (Mir Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قل ان صلاتی ونسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین۔ لاشریک له و بذلک امرت وانا اول المسلمین۔ قل اغیر اللہ ابغی ربآ و ھو رب کل شئ ولا تکسب کل نفس الا علیھا ولاتزروازرة وزراخرٰے ثم الیٰ ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم فیه تختلفون۔ وھوالذی جعلکم خلٰٓئف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجت لیبلوکم فی مآ اتکم ان ربک سریع العقاب وانه لغفور رحیم۔

ترجمہ:۔ کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔ کہہ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, February 26, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty minutes past three in the evening with Mr. Acting Chairman (Mir Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قل ان صلاتی ونسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین۔ لاشریک له و بذلک امرت وانا اول المسلمین۔ قل اغیر اللہ ابغی ربآ و ھو رب کل شئ ولا تکسب کل نفس الا علیھا ولاتزروازرة وزراخرٰے ثم الیٰ ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم فیه تختلفون۔ وھوالذی جعلکم خلٰٓئف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجت لیبلوکم فی مآ اتکم ان ربک سریع العقاب وانه لغفور رحیم۔

ترجمہ:۔ کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔ کہہ

دو کیا اب میں اللہ کے سوا اور کوئی رب تلاش کروں حالانکہ وہی ہر چیز کا رب ہے اور جو شخص کوئی گناہ کرے گا تو وہ اسی کے ذمہ ہے اور ایک شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تمہارے رب کے ہاں ہی سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ سو جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے وہ تمہیں بتلا دے گا۔ اس نے تمہیں زمین میں نائب بنایا ہے اور بعض کے بعض پر درجے بلند کر دیئے ہیں تاکہ تمہیں اپنے دیئے ہوئے حکموں میں آزمائے۔ بے شک تیرا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور بے شک البتہ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ الانعام آیت ۱۶۲ تا ۱۶۵)

جناب قائم مقام چیئرمین: اگر points of order, Question Hour کے بعد کرلیں کیونکہ وہ بھی آپ ہی کے questions ہیں۔ اچھا، میرا خیال ہے، رحمت صاحب! سب سے پہلے Chair کو کامران مرتضٰے صاحب نے اشارہ کیا تھا، باریش آدمی نے Chair کو اشارہ کیا تھا۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب چیئرمین صاحب! میں نے کل بھی آپ سے request کی تھی، اس طرح سے زیادتی ہو گی، میں نے آپ سے کل بھی request کی تھی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ لوگ یہ فیصلہ کرلیں کہ کس کا point of order کرنا ہے۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! میں بول رہا ہوں کہ ایک بہت ہی اہم معاملے پر بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ ساروں کے اہم معاملے ہیں۔

Point of Order: The Life Time Benefits to the Chairman Senate

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! ہمارے Chairman اپنے آپ کو life time benefits دے رہے ہیں۔ جناب! یہ تمام House کے لیے شرم کی بات ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک منٹ، please take your seat, آپ نے مسئلہ اٹھالیا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! مجھے بات کرنے دیں، جناب! بہت important مسئلہ ہے، پورے House کا مسئلہ ہے، آپ دیکھ لیں کتنے لوگ کھڑے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ سارے لوگ اسی سلسلے میں ہیں؟

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! کہیں نہ کہیں اس ملک کے معاشرے کو ٹھیک کرنے کے لیے کسی نہ کسی کو پہلا قدم اٹھانا ہو گا۔ جناب! اس موضوع پر columns چھاپے جا رہے ہیں، "The News" میں ایک column چھپا ہے، کوئی speculation نہیں ہے، کوئی rumour نہیں ہے، summary number, کس date کو approve ہوا، کس date کو move ہوا، اس میں details چھپی ہوئی ہیں۔ جناب! گزارش یہ ہے کہ لوگ آٹا لینے کے لیے لائینوں میں کھڑے ہوتے ہیں، انہیں بنیادی غذا نہیں ملتی اور ہم اپنے آپ کو at the cost of this House, at the cost of this nation, at the cost of national pity نوازتے چلے جا رہے ہیں۔ جناب! میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم سومرو جیسے شخص سے، محمد میاں سومرو چیئرمین کی جس طرح ہم عزت کرتے رہے ہیں اور آج بھی اس کی عزت کرتے ہیں لیکن یہ انہوں نے اپنے لیے ایک دھبہ مارا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، نہیں آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ شاہد بگٹی سے ڈرتے ہیں، کیسے ڈرتے ہیں۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! کسی بھی لحاظ سے کوئی بھی اس چیز کو defend نہیں کر سکتا ہے، اگر کوئی defend کرے گا تو وہ اپنی ذات کے لیے defend کر رہا ہو گا۔ Thank you sir.

Mr. Acting Chairman: Leader of the House wants to explain this thing.

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضٰے: اس کے ایک beneficiary Leader of the House ہیں' میں ان کا بڑا ادب کرتا ہوں' ان کو پتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میرے خیال میں یہ اسی پر ہے' ایک منٹ یہ ایک چیز ختم کر لینے دیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰے: جناب! اس کے ساتھ ساتھ جناب! جنرل صاحب نے ایک نیا جہاز خریدا ہوا ہے' آپ کو پتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ علیٰحدہ کرتے ہیں' جہازوں کو علیٰحدہ کر رہے ہیں' جہاز اڑتے بھی ہیں اور گرتے بھی ہیں' اس طرح سے دیکھتے ہیں۔ دو منٹ صبر تو کریں' سن تو لیں' صبر تو کریں ناں' Leader of the House ہیں' دو منٹ سن تو لیں' ذرا سننے کی عادت ڈالیں جو آپ نے بات کی حوصلے سے سنی گئی پھر جواب بھی سنیں۔ جی Leader of the House وسیم سجاد صاحب۔

Senator Wasim Sajjad (Leader of the House): Since this concerns an action which was taken and the Chairman of the Senate is not in the House. I think, it is my duty to explain the position and to put the whole thing in its correct prospective. This news appeared in some news papers, the first thing which needs to be clarified is that any benefit given is taxable, there is no such thing as tax free benefits unless by law you exempt from tax whatever facilities are given, are taxable No.1.

No. 2, sir all these facilities are already being enjoyed by the former President, the former Prime Minister, the former Governor, former Chief Minister and my friend Shahid Bugti would know that Nawab Akbar Bugti in his capacity as former Governor was enjoying these facilities. So,

the question is, why was this done? This summary was made not to give any benefit because the present Prime Minister is and our Chairman Senate is already enjoying facilities as former Governor and now as former Prime Minister...

(*Interrruption*)

جناب قائم مقام چیئرمین: Please, please ان کو بات کر لینے دیں ناں، آپ بات تو کر لینے دیں۔ ڈاکٹر صاحب! بات تو کر لینے دیں۔

Senator Wasim Sajjad: OK. all former Governors. So, what was the purpose of this, the purpose was that if the former President, former Governor, former Chief Minister are enjoying these facilities then the Chairman Senate after all should be recognized and be acknowledged as an office as a high parliamentary office because otherwise these are all non-monitory benefits. For example one benefit that he should be given, allowed to hold guns without license for three prohibited and six non-prohibited. So, you have to buy gun before you apply for licenses, you are exempted from licenses that you are allowed to use facility in rest houses etc. even when you are no longer in office that you are allowed facilities when you go to Provincial Headquarter, they provide you with some car to move around in the Provincial Headquarter. These are not monitory, not these are monitory benefits. So, in fact they are also being enjoyed, I understand, by former chief secretaries and former inspector generals police from some provinces. So, the purpose is not to give benefit to Mr. Soomro because he has already got these facilities. As he is

former Governor, he is now Prime Minister, he will be former Prime Minister after new government comes in. So, the purpose was not to give benefits to him because these are non-monitory, they are taxable, the purpose was to acknowledge the dignity of the office of Chairman Senate. When other offices lower than that of the Chairman Senate are being given these facilities, then the office of the Chairman Senate acknowledged and recognized.

Sir, I won't say further on it because I thought, it is important because he is not present here that this statement should be made.

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا' ایک منٹ میں تھوڑا سارے House کو in confidence لینا چاہتا ہوں' please, شاہد بگٹی صاحب! ... if you allow me

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! میرا نام mention کیا اور نواب اکبر بگٹی کا نام ہے' please, مجھے ایک منٹ دیں, kindly ایک منٹ دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ایک منٹ میں sum up کریں۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: ایک منٹ۔ جناب! گزارش یہ ہے کہ honourable Leader of the House نے نواب بگٹی کا نام لیا ہے with comparison to Mohammedmian Soomro...

Senator Wasim Sajjad: No, no as former Governor.

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! آپ بیٹھیں' میں نے آپ کو disturb نہیں کیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاں. please.

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! آپ جانتے ہیں' آپ کا بلوچستان سے تعلق ہے۔ جناب! آپ جانتے ہیں کہ نواب بگٹی بطور Governor ایک روپیہ per month token salary کیا کرتے تھے اور نواب بگٹی نے یہ جو facilities ہیں جو governors enjoy کرتے draw

ہیں، نواب بگٹی نے نہ کبھی لی اور نہ اس میں اپنے آپ کو خود gift کئے ہیں۔ یہاں پر major difference یہ آتا ہے کہ نواب بگٹی نے اپنے آپ کو gift نہیں کیا تھا، یہاں پر سومرو صاحب اپنے آپ کو gift کر رہے ہیں اور وسیم سجاد صاحب اس لیے نواب بگٹی کا نام لے رہے ہیں، I did not want to be personal انہوں نے نواب بگٹی نام لیا ہے۔ اس لیے وہ مجھے کل سے روک رہے تھے، کل سے منتیں کر رہے تھے کہ رکیں کیونکہ اس کے beneficiary یہ بھی ہوتے ہیں ' I am sorry to say, my due apology to Mr. WasimSajjad, I did not want to be personal لیکن he mentioned my elders name so, I have to speak out. ان کا یہ comparison غلط ہے، نواب بگٹی نے اپنے آپ کو gift نہیں کیا تھا۔

Mr. Acting Chairman: So, position stands clarified.

ٹھیک ہے۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، لیکن آج تک اس نے وہ benefits draw نہیں کئے ہیں لیکن جہاں تک وسیم سجاد صاحب کہتے ہیں کہ اس کا کوئی monitory نہیں ہے۔ جناب! گاڑی کہاں سے آئے گی؟ وہ کیا solar energy سے گاڑی چلے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین، تفصیل میں نہ جائیں ' till, position stands clarified میں House کو confidence میں لینا چاہتا ہوں، آپ ہی کی resolution تھی، میرا خیال ہے کہ میرے Senator بننے سے پہلے ' please یہ سن لیں۔ اس House نے ایک resolution پاس کی تھی ' اس honourable House نے کہ Senators, once a Senator always a Senator سب کو blue passports دیے جائیں اور airport cards دیے جائیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں ' پہلے سنیں تو سہی ' don't be emotional میری بات تو سنیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، ہمیں وہ نہیں چاہیے، ہم public کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں،

ہم public کے لوگ ہیں۔

Mr . Acting Chairman: I wish , you come through direct election.

اچھا بات سنیں، بیٹھیں تو سہی۔ ایک منٹ، میں یہ جو بات کر رہا ہوں اس میں تین Senators بول رہے ہیں، دوسرے نہیں بول رہے ہیں، آپ اپنی strength دیکھ لیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، آپ اس پر voting کرالیں، کسی کو نہیں چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ایک منٹ سنیں تو سہی، آپ divert نہ کریں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب! ہم privileged لوگ نہیں بننا چاہتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بھنڈر صاحب! اس کی position ذرا clarify کریں کیونکہ آپ Assurance Committee کے Chairman ہیں، پرانی بات ہے۔ جی بھنڈر صاحب has taken the floor.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: میں گزارش کروں کہ جہاں تک پارلیمانی روایات کا تعلق ہے، جہاں تک Chair کا تعلق ہے اور Chair کے تقدس اور احترام کا تعلق ہے، ہمارے House کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اس تقدس کو قائم رکھیں ۔ اس respect کو maintain رکھیں۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ اس کے لئے بہت سی اور چیزیں ہیں لیکن یہ Point of Order اٹھانا---- یہ کہاں کا Point of Order ہے۔ کس Parliamentary rule میں لکھا ہوا ہے، کس کتاب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ چیئرمین کے متعلق آپ کوئی observations دیں، یا کوئی aspersions کریں، یا کوئی Point of Order raise کریں اول تو Sir, Point of Order نہیں ہے۔ میں فاضل دوستوں سے یہ استدعا کروں گا کہ یہ بات آپ نے point out کر دی ہے۔ آپ کرنا چاہتے تھے کر دی۔ اس کو یہیں پر ختم کریں۔ یہ ہماری عزت کے منافی ہے۔ جو aspersions بھی ہم کریں گے Chair کے متعلق وہ ہماری ذات پر آئے گی۔ اس لئے یہ چیز جو ہے اس پر نشست کریں۔

(مداخلت)

Mr. Acting Chairman: Let's move to the Question Hour first then we will move forward.

(Interruption)

Mr. Acting Chairman: Mr. Raza Rabbani Sahib has taken the Floor please.

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): Mr. Chairman, we have great deal of respect for the Chair and it is in keeping with this respect that when the caretaker set up came up, there were a number of issues that could have been raised at that time as well on the holding of duality of office, but since we did not want the Chair to come into disrepute, therefore, we refrain from raising that issue. This is also a matter which we would not like to have raised on the Floor of the House, but it is a matter which needs to be considered, because it does cast aspersions on the entire House itself. So, therefore, I would suggest to you that it has been brought to the notice by the honourable members. You are in the Chair at the moment. I would request you that during the course of this Session you either call all the Parliamentary Leaders or you call a meeting of the House Business Committee and in that Committee meeting this issue can be discussed and an amicable solution can be worked out over there, if you do not want the matter to be raised on the Floor of the House. So, the initiative now rests with the Chair that if it does not want this matter to be agitated on the Floor then we would request you to call a meeting, so that it can be raised in that meeting.

Mr. Acting Chairman: Acting Chair, I think actors should not get any benefit, let them remain actors. I think

وہ جو suggestion آئی ہے کی طرف سے Leader of the Opposition اسی کو دیکھتے ہوئے we will fix a date in which the House Business Committee will be requested کہ اس کے ممبران آ جائیں۔ اسی میں we will take it up and ادھر ہی اس کو decide کریں۔ شکریہ۔ سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ صاحب, let's go to the Question Hour, Questions آپ ہی کے ہیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ، جناب! یہ جو مسئلہ آپ نے House Business Committee کی کمیٹی کو refer کیا ہے اس میں اس چیز کو بھی شامل کر لیجیے کہ ہماری اطلاع کے مطابق Leader of the House کے اٹھائیس سالہ صاحبزادے کو دو مرتبہ Diplomatic Red Passport issue ہو چکا ہے۔ Facts بھی قوم کے سامنے آ جائیں گے۔ دوسری گزارش میری یہ ہے کہ کل راولپنڈی میں ایک سنت رسول یعنی داڑھی رکھنے والے Lieutenant General کو شہید کیا گیا ہے تاکہ دوسرے اس سے عبرت حاصل کریں' اس کے لئے میں دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دعا کل کی گئی ہے۔ آپ میرے خیال میں نہیں تھے۔ آپ اس لئے miss کر گئے ہیں۔ اس وقت آپ کا موبائل بند تھا۔

Questions and Answers

Mr. Acting Chairman: Let's take up the Questions. Question No. 1, Senator Dr. Muhammad Ismail Buledi

1. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:**

Will the Minister for Religious Affairs, Zakat and Ushr be pleased to state:

(a) the number of Hajj Group organizers whom Hajj Quota was allotted during the last 4 years with province-wise break up; and

(b) the number of the said HGOs banned on the basis of complaints?

Khawaja Attaullah Taunsa Sharif: (a) Province-wise detail of Hajj quota allotted to Hajj Group Organizers (HGOs) during the last four years is given below:

Province/Area	Hajj 2005	Hajj Jan. 06	Hajj Dec. 06	Hajj 2007
Punjab	107	142	256	263
Sindh	111	116	150	157
NWFP	23	38	82	95
Balochistan	09	18	38	53
FATA	0	03	10	14
NA	0	0	04	04
AJK	01	01	04	08
Total:	**251**	**318**	**544**	**594**

(b) The number of Hajj Group Organizers not-enrolled for next Hajj on the basis of serious complaints received against them from the Hujjaj and also from various agencies is detailed below:—

Year of Hajj	No. of HGOs not registered
Hajj - 2005	- Nil -
Hajj January 2006	19
Hajj December 2006	12
Hajj - 2007	23

Mr. Acting Chairman: Any supplementary? Yes Buledi Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین میں نے Minister صاحب سے پوچھا تھا کہ گزشتہ چار سالوں میں Hajj Group کو جو private Hajj quota allot کیا گیا تھا اس کی صوبہ وار تفصیل کیا ہے۔ انہوں نے جو تفصیل دی ہے آپ اس میں یہ دیکھیں کہ چھوٹے صوبوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ among 594 پنجاب کو 263 دیا گیا ہے' سندھ کو 157' سرحد کو 95' بلوچستان کو 53 اور اسی طرح FATA کو 14' جناب چیئرمین! میرا سوال یہ ہے کہ حج کے معاملے میں---- بلوچستان سے ہر جگہ پر' ہر سلسلے میں اس کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے اور یہ جو حج کا معاملہ ہے یہ تو جاتے ہیں حج کرنے کے لئے بیت اللہ شریف میں' اس میں بھی بلوچستان سے زیادتی ہو رہی ہے کہ ان کو 500, 600 کے کوٹہ میں سے بہت کم حج کوٹہ دیا گیا ہے جو private Hajj group quota allot کیا جاتا ہے۔ بلوچستان کو کیوں کم کوٹہ دیا گیا ہے۔ اس کا ازالہ وہ کس طرح کریں گے۔ دوسرا سوال میرا یہ ہے کہ------

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کا جواب تو انہیں دینے دیں دوسرا سوال اس سے linked ہے یا delinked ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب اس سے linked ہے۔ یہ جو انتظامات وہاں private Hajj quota والے مکہ اور مدینہ میں کرتے ہیں ان کی وہ کس طرح monitoring کرتے ہیں۔ بعض حاجیوں کو یہ شکایت ہے کہ ان کو وہاں پر نہ اچھی building دی جاتی ہے' نہ ان کا کوئی حج کرواتے ہیں نہ طواف کرواتے ہیں۔ یہ تمام ذمہ داری محکمہ حج پر ہے کہ وہ ان تمام چیزوں کو check کرے کہ وہ کس طرح ان کی monitoring کرتے ہیں۔ یہ مجھے بتایا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اسی سے linked ہے یا دوسرا۔ اتنا نہ کریں کہ confusion پھیل جائے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ: جناب! میں ایک specific word میں یہ عرض کروں گا کہ Ministry میں پچھلے سال جو Secretary Hajj تھے آخری لمحے تک وہ ہمیں یہ کہتے رہے کہ

ہم جو registered organizations as per rules ہیں ان کو کوٹہ دیں گے۔ بعد میں پتا چلا کہ ہمیں تو راستے سے ہٹا دیا گیا اور خود اپنے دلالوں کے ذریعے بچتے رہے۔ اس کا جواب دیں۔

Mr. Acting Chairman: Yes Senator Engr. Rukhsana Zuberi sahiba.

سینیٹر انجینیئر رخسانہ زبیری: جناب چیئرمین! منیٰ میں جو حاجیوں کے لئے رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ وہ بہت ہی اونچی جگہ پر تھا جہاں پر بوڑھے لوگوں، خواتین کو بہت تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں تھیں۔ لہذا وزارت کو خیال رکھنا چاہیے تھا۔ اس ضمن میں وزیر صاحب کیا کہیں گے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: مطلب ہے کہ پیرسن لوگوں کو مشکل میں ڈال دیا گیا تھا۔جی خواجہ عطاء اللہ تونسہ شریف۔ کھڑے ہو کر جواب دینا پڑے گا۔

خواجہ عطاء اللہ تونسوی (نگران وفاقی وزیربرائے مذہبی امور): جناب چیئرمین! میری کمر میں تکلیف ہے کھڑا ہونا مشکل ہے۔اس لئے بیٹھ کر جواب دینے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ایوان بیٹھ کر جواب دینے کی اجازت ہے۔مائیک نزدیک کرلیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی کوئی جائز بیماری بھی ہوتی ہے۔ ہم سینیٹ والوں کو ڈرنا چاہیے۔ دیکھیں موت کی casualities زیادہ ہو رہی ہیں۔ پچھلے دس دنوں میں چار سینیٹرز فوت ہوگئے ہیں۔ اللہ کا خوف کریں۔ جی خواجہ صاحب۔

خواجہ عطاء اللہ تونسوی: جناب چیئرمین! پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے کوٹہ کے متعلق اعتراض کیا ہے۔ یہ مجھ سے پہلے حکومت نے فیصلہ کیا تھا۔ اس کے مطابق گئے ہیں۔ جب سے میں آیا ہوں یہ اس سے پہلے ہو چکا تھا۔ اس کے لئے میں یہی کوشش کر سکتا ہوں کہ اس کو مزید بڑھائیں گے اور تسلی بخش بھی کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بلور صاحب۔

Senator Ilyas Ahmed Bilour: I am sorry to hear this answer from the honourable Minister, because if he has got protfolio of Ministry he should come prepared to answer it. How he is saying

ہمیں تو پتا ہے کہ حج ان کے آنے سے پہلے ہو گیا تھا۔ لیکن جو سوال دیا ہوا تھا وہ حج سے پہلے کا دیا ہوا تھا اور آج اس کا جواب آیا ہے۔ ہاؤس آج call ہوا ہے۔ He is liable to give the answer. This is not the way that he says, that question has been made.

You know this excuse is not acceptable at all.

جناب قائم مقام چیئرمین: ان کے آنے سے پہلے policy decide ہو چکی تھی۔

جی بھنڈر صاحب۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر اس کوٹہ کو دیکھیں تو حج ۲۰۰۵ء میں ایک سو سات، حج ۲۰۰۶ء میں ایک سو بیالیس ملا، یہ پاپولیشن کے حساب سے جاتے ہیں تو آبادی کی بنیاد پر پنجاب کو کیوں نظر انداز کیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں یہ بڑی دلچسپ بات ہے۔ خواجہ صاحب، حج کا جو کوٹہ پنجاب کو دیتے ہیں اس کی organization capacity کیا ہوتی ہے اسی طرح بلوچستان کی کیا ہوتی ہے؟

خواجہ عطاء اللہ تونسوی: جناب والا! عرض یہ ہے کہ یہ سب کچھ میرے آنے سے پہلے ہو چکا تھا----

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، خواجہ صاحب! سوال یہ ہے کہ پنجاب کی آبادی کے لحاظ سے جو ان کا ایک آرگنائیزر ہوتا ہے اس کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ حد کیا ہوتی ہے؟ اسی بلوچستان والے کی کیا ہوتی ہے؟ ایک آرگنائیزر کتنے حاجی بھیج سکتا ہے؟

خواجہ عطاء اللہ تونسوی: سوال کے جواب میں یہ موجود ہے۔ بہرحال اس کے لئے نیا

سوال دیا جائے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! اس سوال کا جواب وزیر صاحب نہیں دے سکتے ۔ لہذا اسے متعلقہ کمیٹی کو بھیج دیں تاکہ سیکریٹری مذہبی امور اور دیگر آئیں اور ان سے تفصیلی معلومات لی جاسکیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: میں یہ گنجائش بالکل خواجہ صاحب کو اس لئے دینا چاہتا ہوں کہ ان کے آنے سے پہلے آخری فلائیٹ جا رہی تھی۔ اس لئے متعلقہ کمیٹی کو refer کیا جاتا ہے۔ کمیٹی کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ question movers کو ضرور بلائیں۔

We move to the next question. Q.No.2. Muhammad Azam Swati.

2. ***Mr. Muhammad Azam Khan Swati:**

Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the hydel power profit for the last several years has not been paid to the Government of NWFP as per AGN Kazi Formula, if so, its reasons;

(b) the time by which the said profit will be paid to that Government indicating also the amount to be paid under this head; and

(c) the basis on which the said profit is calculated?

Mr. Tariq Hameed: (a) Wapda is paying Rs. 6 billion per year Net Hydel Profit to the GONWFP since 1991-92 as per AGN KAZI formula as per WAPDA's interpretation. The payment to NWFP Government has so far been made up to the year 2006-2007 and 1st two quarters of the current year are also paid.

(b) NHP payment is up to date in the light of above answer.

(c) The Explanation to the Article No. 161(2) of the Constitution of Pakistan provides the basis of computation of "Net Profits."

Mr. Acting Chairman: Any supplementary please?

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Thank you Mr. Chairman! the supplementary is whether or not the honourable Minister alongwith his own department has taken sometime in ensuring this particular House whether under Article 161 (2) and AGN Qazi Formula our share, the share of NWFP has been calculated or not? Because, what he has submitted, basically is, that only six billion rupees have been given to NWFP, which is even less than half of our share because if you take into consideration AGN Qazi Formula you will find that 11 billion rupees should have been given per year not 6 billion.

جناب قائم مقام چیئرمین: Luckily طارق حمید صاحب خود بھی چیئرمین واپڈا رہے ہیں۔ جی طارق حمید صاحب۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی طارق حمید صاحب۔

جناب طارق حمید (نگران وفاقی وزیر برائے پانی و بجلی): جناب والا! یہ جو پیسے net hydel profit کے' 1991-92 سے لے کر آج تک وہ واپڈا کی interpretation کے مطابق اس میں انہوں نے اے جی این قاضی فارمولا ہی استعمال کیا ہے۔ اس میں حکومت نے یہ شرط لگا دی تھی کہ چھ بلین سے کم آپ نے نہیں دینے۔ اس کی ادائیگی جو ہے وہ upto date ہے۔ ۳۱ دسمبر ۲۰۰۷ء تک جتنے پیسے تھے وہ pay کر دیے گئے ہیں۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Mr. Chairman! The figure is totally wrong. Honourable Minister has not taken any time, has not taken any fair in ensuring this Upper House that, that A.G.N Qazi formula was adopted and the share has been calculated under that

formula. It is totally wrong, he admits that yes, what he is pursuing is whatever WAPDA is telling him.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی طارق حمید صاحب۔

جناب طارق حمید: جناب! میں نے یہی عرض کیا تھا کہ واپڈا کی interpretation اسے جی این قاضی فارمولا کے مطابق ہے۔ جو ہم نے ادا کر دی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی رضا محمد رضا۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! یہ جو net profit formula ہے پشتونخواہ صوبے کا، یہ اتنا بڑا مسئلہ ہے کہ اس پر سالوں سے debate ہوتی رہی ہے۔ اس پر ٹریبونل بنائے گئے۔ سینیٹر پروفیسر خورشید صاحب اس کے ممبر تھے۔ ہمارے یہ نگران وزیر صاحب، چیئرمین واپڈا بھی رہے ہیں۔ ان کو علم ہے کہ پشتونخواہ صوبے میں کتنی ہائیڈل کی سستی ترین بجلی پیدا ہوتی ہے۔ یہ ہماری بجلی پندرہ ہزار کلو واٹ بجلی one third سے زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ یہ جو ٹریبونل کا فیصلہ آیا تھا کہ ایک سو بیس ارب روپے صوبہ پشتونخواہ کو ادا کئے جائیں گے۔ اگرچہ صوبے کا دعویٰ ہے کہ چھ سو ارب روپے کا، جو ثابت کیا جا سکتا ہے۔ ہر فورم پر اس ہاؤس اور اُس ہاؤس میں پورے عوام کے سامنے ہے۔ جناب! ایک سو بیس ارب روپے ٹریبونل کے فیصلے کے بعد واپڈا نے پھر ایک دوسرا چکر لگایا یعنی عدالت میں جا کر، تنازعہ بنا کر، واپڈا اور لاہور کی شروع دن سے زور آزمائی اور زبردستی ہے۔ جبکہ صوبہ پشتونخواہ کے ہائیڈل پاور کو ۵۹ء میں لیا گیا ہے اس وقت سے ہمارا صوبہ بجلی سے بھی محروم ہے، اس کی آمدنی سے بھی محروم ہے۔ مزید سرمایہ کاری جو ہائیڈل پاور پچاس ہزار میگا واٹ اباسین اور سوات دریا سے پیدا کی جا سکتی ہے۔ جناب! ایک پیسہ کی بھی انوسٹمنٹ نہیں ہو رہی ہے۔ جان بوجھ کر فیصلے کے تحت، ٹریبونل نے فیصلہ کیا تھا کہ چار مساوی قسطوں میں ادا کرنا تھا۔ ایک سو بیس ارب روپے اس تباہ حال صوبے کو جس کے پاس ایک پیسہ بھی نہیں اور اب وزیر صاحب کو علم ہے کیونکہ یہ واپڈا کے چیئرمین رہے ہیں اور وہ اتنی دیدہ دلیری سے کہتے ہیں کہ ہم نے حساب برابر کر دیا ہے۔ ہم پورے ملک کو مفت بجلی دے رہے ہیں۔ میں کچھ دن پہلے صوابی گیا تھا وہاں پر کوئی پنکھا تک نہیں چلا سکتا۔ آپ لوگوں

کو ان کی اپنی بجلی نہیں دے رہے ہیں۔ آپ کوئی سرمایہ کاری نہیں کر رہے ہیں۔ آپ کے ذمے جو چھ سو ارب روپے ہیں اس کی آپ payment نہیں کر رہے ہیں۔ یہ tribunal کی توہین ہے کہ ان کے فیصلے پر بھی واپڈا نے عمل نہیں کیا۔

Mr. Acting Chairman: Raza Sahib, your point is carried. Yes, Prof. Ibrahim Sahib.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! جواب میں کہا گیا ہے as per WAPDA's interpretation. میرا معزز وزیر سے سوال یہ ہے کہ واپڈا کو اے جی این قاضی فارمولے کی interpretation کی ضرورت کیوں پڑی۔ یہ interpretation کس rule کے تحت کی گئی ہے اور یہ چھ بلین روپے جو 1991-92 سے دیے جا رہے ہیں' کیا اے جی این قاضی فارمولے میں یہ نہیں لکھا گیا کہ ہر سال دس فیصد increase ہو گی۔ وہ دس فیصد اضافہ واپڈا کس rule کے تحت کاٹ رہا ہے اور یہ زیادتی اور ظلم اس مظلوم صوبے کے ساتھ کیوں کیا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ الیاس بلور صاحب please add to it.

Senator Ilyas Ahmed Bilour: My supplementary is that this 6 billion was fixed in 1991 when the price of the electricity to the consumer was Rs. 2.83. Now we are being charged Rs.6.78 per unit. Still the royalty is same, 6 billion rupees according to the calculation of the WAPDA. I am sorry to say that sir, I am producing 17 billion units of the electricity every year. So how can I get ?

تو جتنی price انہوں نے raise کی ہے' اس price کے مطابق تو مجھے بھی increase ملنی چاہیے لیکن اس کو صرف اے جی این قاضی کے فارمولے کے ساتھ fix کر دینا کافی نہیں ہے۔ یہ بات معزز وزیر کے علم میں ہے کہ سپریم کورٹ میں بھی ایک decision ہوا ہے کہ واپڈا والے جو charges لگاتے ہیں اس کی بھی calculation ہو گی' اس فارمولے کے مطابق بھی ہماری hydro کی payment ہو گی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ! آپ add کریں۔

Before your supplementary, I welcome Sardar Mehtab Abbasi who decided to be a younger man by going to the younger House. Congratulation Sardar Sahib.

جی میڈم صاحبہ۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: شکریہ جناب چیئرمین! وزیر صاحب اس سوال میں اٹھائے گئے مسائل کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ میں ان سے صرف یہ سوال کرتی ہوں کہ کیا ان کا record کے ساتھ کوئی outstanding dispute ہے کیوں کہ یہ Government of NWFP کا حصہ بنے گا۔ ایک نئی حکومت NWFP میں آئے گی اور ان مسائل کو چھپایا نہیں جا سکتا اور نہ ہی ignore کیا جا سکتا ہے۔ کیا ہمیں یہ بتائیں گے کہ کتنی outstanding amount ہے جو NWFP گورنمنٹ کو payable ہے یا جو وہ واپڈا سے claim کر رہے ہیں۔

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, before the honourable Minister answers all these supplementaries, I want to raise a point of order and that is a genuine point of order. According to the Rules of Procedure, one supplementary should be put that should be answered and then the next supplementary is to be asked. That is the parliamentary procedure. This is not the parliamentary procedure that we should put six questions and then ask the answer to all the six questions. I think no Minister can answer 6 questions at a time and that is not the procedure. We should adopt the procedure in accordance with the Rules of Procedure.

Mr. Acting Chairman: You are absolutely right.

صرف یہ ہے کہ mostly the supplementaries lead to the same converge

جی طارق حمید صاحب۔ together.

جناب طارق حمید: جناب! پہلے یہ کہا گیا تھا کہ ایک Tribunal بنا جس میں honourable House کے members بھی تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعظم کے order کے مطابق Tribunal بنا اور اس Tribunal کے decision کو in a court of law confirm ہونا ہے۔ اس لیے واپڈا والے اسے court of law میں لے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ Frontier Government نے بھی دو cases Supreme Court میں initiate کیے ہیں اور وہاں پر pending ہیں۔

ایک محترم دوست نے کہا کہ قاضی فارمولے میں 10 per cent increase mentioned ہے تو وہ نہیں ہے۔

میرے بھائی بلور صاحب نے یہ کہا کہ Rs.2.83 per unit price تھی جو اب بڑھ کر 6.78 ہو گئی ہے، وہ بھی ٹھیک ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب 1996-97 onwards زیادہ dependence on thermal generation پر ہوئی اور thermal generation پر تیل کی قیمت بڑھتی گئی تو اس کے مطابق یہ قیمت بڑھی۔ میں ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب میں واپڈا گیا اس وقت thermal oil کی قیمت -/10,300 روپے ٹن تھی۔ جب میں نے چار سال کے بعد چھوڑا اس وقت thermal oil کی قیمت -/32,000 روپے ٹن تھی۔ آج وہ چالیس ہزار سے زیادہ ہے۔ وہ جو additional cost تھی وہ ساتھ ساتھ tarrif میں build کی گئی تھی۔

اس کے علاوہ جو محترمہ نے پوچھا کہ کیا کوئی outstanding dispute ہے؟ Yes.

اس کی خاطر ہی Tribunal بنا تھا اور اس Tribunal کا decision اب court میں ہے۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: The answer is that matter is in the court.

جناب طارق حمید: جی۔

سینیٹر رضا محمد رضا: میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کا net profit کیا بنتا ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا صاحب شکریہ۔ میں آپ کے لیے آسانی کر دیتا ہوں۔ What we do is, کیوں کہ جو نئی حکومتیں form ہو رہی ہیں اور جو صوبوں کی نمائندگی کرنے we as Senate, we اور it is going to be fully political system now. لگی ہیں sensitive بڑا یہ should do our home work. This is not a small question. For the knowledge of the - چاہیے detailed discussion پر اس اور ہے question وہ کہ Senate, this question is referred to the Water and Power Committee اس سارے House کو update کریں کیوں کہ یہ مسئلہ صرف اس میں نظر نہیں آ رہا بلکہ گیس میں بھی نظر آئے گا - Gas development surcharge میں نظر آئے گا۔ اس میں جتنے movers ہیں I ask the Committee کہ جب وہ اسے convene کریں گے۔ These - دے سکیں input تاکہ وہ اپنی they should invite all the members issues are coming up گیس کا اس کے بعد مجھے نظر آ رہا ہے۔ پھر آپ کی royalties وغیرہ ہیں یہ بہت کچھ ہونے لگا ہے اور we have to do our home work. The stakes are high and the game is also fast اس stage پر ہم لوگ آ گئے ہیں۔

Do we move to the next question. Question No.3, Azam Khan Swati Sahib.

So, these questions will be carried ادھر نہیں ہیں Culture Minister لیکن forward اور جو نئے Cabinet کے Minister for Culture and Sports بنیں گے --- سنا ہے کہ cinema کے on Peshawar road hoardings and boards بھی آ گئے ہیں تو Hopefully- ایک نئی situation آئے گی' نیا ماحول ہو گا' نیا نظام ہو گا he will answer. کوئی اچھا futuristic figure دیں گے۔ ڈاکٹر امجد! آپ اس کا جواب دینا Federal Minister چاہتے ہیں تو پھر Question No.3 لیتے ہیں۔

3. ***Mr. Muhammad Azam Khan Swati:**

Will the Minister for Culture be pleased to state:

(a) the names of companies and the their owners whom contracts for construction of monuments in Islamabad have been awarded;

(b) the procedure adopted for awarding the said contracts; and

(c) the authority which approves funds for beautification and construction of monuments in Islamabad?

Mr. Sikandar Hayat Jogezai: (a) Msrs. Universal Corporation (Pvt) Limited was awarded the contract for construction of Pakistan Monument at Islamabad. Mr. Muhammad Hashim Paracha is the owner of the Company which has its Head Office at Karachi.

(b) Open procedure for completion of pre-qualification process as a result of notice in the newspapers was followed. Open bidding process was followed for open competition for the bidders to win the Project at lowest cost.

(c) Planning commission. Government of Pakistan got the project approved from ECNEC on 18-2-2004 before execution.

PAKISTAN MONUMENT

"DEDICATED TO THE PEOPLE OF PAKISTAN WHO SACRIFICED THEIR TODAY FOR A BETTER TOMORROW"

Construction of Pakistan Monument at Islamabad was envisioned by President Pervez Musharraf to commemorate the historic dream of freedom for the Muslims of the Subcontinent and their glorious Saga of struggle and sacrifice for creation of Pakistan. The Monument reflects their collective aspirations for building a nation that cherishes the noble ideals of peace, harmony and enlightenment hand in hand with material, moral and spiritual progress.

The motif of blossoming flower petals represents the people of four provinces of Pakistan converging upon the Crescent and Star depicting their firm resolve to jealously guard their national unity. Most significantly, the Pakistan Monument celebrates the abiding values of the Pakistan Movement under the inspiring leadership of Quaid-e-Azam Mohammad Ali Jinnah and the progressive vision of Allama Iqbal. It is envisaged for the Pakistan Monument to serve as a beacon representing the past, present and a bright future for all Pakistanis to whom the Monument stands dedicated.

Pakistan Council of Architects and Town Planners organized a design competition in September 2002 and a jury of very experienced Architects was formed to select the best design out of twenty designs submitted to the council. Three short listed designs were presented to the President of Pakistan and the design submitted

by Mr Arif Masoud was selected as the best design winning him a cash prize of Rs. 200,000.

Physical work on construction started in May 2004. The high ground at west view point Shakarparian was selected out of a number of sites proposed for construction of Pakistan Monument. The area of Monument is spread over seven acres and is about a hundred feet above Zero Point and most ideal from the perspective of location, accessibility, visibility and prominence.

The concept and design is enshrined with simplicity and strength, relaying the vision of standing guard over Motherland. Inner walls of the petals are beautifully decorated with murals of Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah, Allam Iqbal and many other building motifs from all over Pakistan.

Opposite to the Monument's main plaza is the building of Pakistan Monument Museum designed in a manner that it's architectural form and height of the building does not overpower the Monument's main structure. Theme of Pakistan Monument Museum is based upon struggle for creation of Pakistan. It will house exhibits highlighting Iqbal's Concept of a Muslim State in South Asia and Quaid-e-Azam's efforts / struggle for creation of Pakistan which stands today as a forward looking developing state in Asia.

The Museum building has been completed, however, the exhibits will be ready by March 2008.

High quality materials have been used for construction of Pakistan Monument which has added to the beauty of Islamabad a big way. All heads of States/dignitaries visiting Islamabad visit Pakistan Monument for paying their tribute to the "People of Pakistan". The President of Pakistan inaugurated Pakistan Monument on 24 March 2007.

Approved Cost	:	Rs. 574 million
Completion Cost	:	Rs. 565 million

Mr. Acting Chairman: Any supplementary?

Senator Muhammad Azam Khan Swati: There is a grave deficiency in answering this particular question. Sir, I would draw your attention to the name of the companies and their owners whom contracts for construction of monuments in Islamabad and the honourable Minister has only given me..... the answer or given the answer to this Upper House about only one monument. However, each and every monument, all the contracts, all the names of the companies who carried out those contracts should have been given.

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ بھی اسی میں شامل کرنا چاہتے ہیں سینیٹر ولی بادینی صاحب؟ جی شامل کریں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں نے کہا اگر اس میں شامل کرنا چاہتے ہیں monument کے بارے میں-----

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: جی اسی سے متعلق ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر ولی محمد بادینی بھی ہمارے سینیٹ کی علامت ہیں' one of the senior members ہیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: عرض ہے جناب چیئرمین صاحب! پہلے ہم نے تین questions سی ڈی اے سے متعلق دیے' آج تک ایک کا جواب بھی نہیں آیا۔ میرا خیال ہے پانچ چھ مہینے ہوگئے' متواتر دیتا رہا۔ اب اس میں جو ایک کمپنی کا نام منسٹر صاحب نے دیا ہوا ہے' یہ کمپنی نہیں ہے۔ اس میں باقاعدہ سی ڈی اے نے پانچ چھ آدمی fix کیے ہیں۔ کوئی tender نہیں ہوتا' اپنے آدمیوں کو بلا کر یہی پانچ چھ آدمی مل کر ایک دوسرے کو tender دیتے ہیں اور کام اٹھاتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کہنا چاہتے ہیں بندر بانٹ کرتے ہیں-----

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: بندر بانٹ ہے' بندر بانٹ ہے۔ وہ لفظ میں استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جناب میں خود گیا ہوں' اس معاملے میں' میں نے چیئرمین صاحب سے ٹائم مانگا ہے۔ اس نے ٹائم نہیں دیا ہے۔ میں اس کے ممبر سے ملا ہوں لیکن کچھ نہیں ہوا۔ انہوں نے ہمیں جو جواب دیا ہے' یہ غلط ہے۔یہ جواب صحیح نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ولی بادینی صاحب---

سینیٹر آغا پری گل: یہ کہتے ہیں کہ سی ڈی اے کے چیئرمین سے میں نے ٹائم مانگا' انہوں نے ٹائم نہیں دیا۔ اب دیکھیں یہ حالت ہے کہ ایک سینیٹر سی ڈی اے کے چیئرمین سے ٹائم مانگتا ہے---آپ اس پہ غور کریں اور ایکشن لیں۔یہ تو بہت غلط بات ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی وہ کرتے ہیں۔ اس کا میرے ذہن میں ہے کہ کیا کرنا ہے۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: عام آدمی اس کے پاس چھ چھ گھنٹے تک بیٹھا رہتا ہے اور جب ہم ٹائم مانگتے ہیں تو ہمارے لیے ٹائم نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر امجد صاحب پہلے آپ monument کا جواب دیں' پھر وہ علیٰحدہ issue ہے-----

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: سارا اسلام آباد بنا ہے' صرف ایک ٹھیکیدار کا جواب آیا ہے۔یہ سارے roads ایک ٹھیکیدار نے بنائے ہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ تو ناممکن بات ہے۔ سو کروڑ ہونے چاہییں' اس ملک کے ٹھیکیدار ہیں ہم سب------ جی۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: سر یہ معاملہ بڑا serious ہے۔ ایک سینیٹر صاحب time مانگتے ہیں' میں تو سمجھتا ہوں کہ ایک telephone کریں تو ان کو invite کرنا چاہیے کہ فلاں وقت پہ آئیں لیکن اگر time نہیں ہے تو میں یہ استدعا کروں گا آپ سے کہ فاضل وزیر

داخلہ time مقرر کریں اور بادینی صاحب کو inform کریں کہ اس وقت آپ کا time ہے اور آپ ملیں گے۔ یہ بات درست نہیں ہے-----

جناب قائم مقام چیئرمین: بھنڈر صاحب سنیں سی ڈی اے Interior سے نکل کے Establishment کی طرف رواں دواں ہے-----

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: سینیٹر ٹائم مانگے تو ٹائم نہ ملے' you should look into it

جناب قائم مقام چیئرمین: میں اس پر ruling دینے لگا ہوں- I will look into it, I will do that....

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: آپ ان کو اپنے دفتر میں بلائیں' بادینی صاحب کو بھی بلائیں اور ملاقات کرائیں-

جناب قائم مقام چیئرمین: صحیح ہے - Meeting place should be my office. Thank God they are not young couples. -جی

Dr. Mohammad Amjad (Caretaker Federal Minister for Inter-Provincial Coordination): Mr. Chairman! in their question, they have asked about the monument in Islamabad. So recently, the monument which was constructed was the one which is on the top hill of Shakarparian. So they have replied that this particular monument's contract was awarded to Universal Corporation Limited which is just the one company not the consortium. Secondly, they have also given the name of the owner of that company. The third thing is that it was awarded through open bidding. It was not by selection or by anything..

(Interruption)

جناب قائم مقام چیئرمین: سواتی صاحب! ان کو answer کرنے دیں پھر-----

Dr. Mohammad Amjad: Let me answer. This project was approved by ECNEC on 18th February, 2004. Its total estimated cost was 574 million which was approved but later it was constructed in 565 million. Nine million was the savings in this project after the completion.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: سر اس کو کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ اس کو thoroughly check کرسکیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں کرتا ہوں۔ دیکھیں 'please satisfy yourself کیا صرف ایک monument بنا ہے سارے اسلام آباد میں؟

ڈاکٹر محمد امجد: جی ایک بنا ہے اور ایک ہی کا سوال کیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں نہیں۔ Monuments ہے "S" لکھا ہوا ہے ساتھ' وہ زیادہ ہے۔لیکن کیا شہر میں صرف ایک ہی بنا ہے؟

Dr. Mohammad Amjad: In the last couple of years, there is only one..

جناب قائم مقام چیئرمین: Only in five years ایک monument بنا ہے؟

ڈاکٹر محمد امجد: ایک ہی بنا ہے۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Sir! this is not true.

ڈاکٹر محمد امجد: وہ بہت پہلے کی بات ہے کہ اگر پندرہ بیس سال پہلے کوئی بنا ہے تو اس کا I don't think you are asking....

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Sir this is totally wrong. He is just making up.

Dr. Mohammad Amjad: Sir! if they can point out which other monument they have seen in Islamabad.....

جناب قائم مقام چیئرمین: امجد صاحب' امجد صاحب۔ یہ جو مارچ آرہا ہے let the

They will come up and meanwhile ۔ ناں ہے ٹھیک new people take over.

آپ کی question یہ Senator Zafar Iqbal, Chairman of the Culture Committee

طرف refer کررہے ہیں۔ آپ اس کو investigate کریں' ٹھیک ہے

and move the things forward. Thank you very much. Now we go on to the next question, Question No.4, Senator Agha Shahid Hassan Bugti sahib.

4. ***Mr. Shahid Hassan Bugti:**

Will the Minister for Tourism be pleased to state the number of foreign tourists visited Pakistan from 1st January to 30th June, 2007?

Barrister Muhammad Ali Saif: A total number of 414,100 foreign tourists visted Pakistan from 1st January, to 30th June, 2007.

Mr. Acting Chairman: Any supplementary?

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: Sir, thank you. سب سے پہلے تو میں بادینی صاحب کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ بڑے عرصے کے بعد ان کی زبان بندی ختم ہوگئی ہے۔ سر میرا honourable Minister سے-----

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا اس چیز کو چھوڑیں----

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: میں تو آپ کی حوصلہ افزائی کر رہا ہوں----

جناب قائم مقام چیئرمین: اتنی حوصلہ افزائی نہ کریں کہ آپ ان کو ادھر ادھر کردیں اور آپ ہماری طرف اور یہ ادھر چلے جائیں---

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: نہیں ہم ادھر ہی ہونگے۔

(اس موقع پر ایوان میں قہقہے سنائی دیے)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی please. Do you have any

supplementary on it?

سینیٹر شاہد حسن بگٹی : جی I have a supplementary. سر میرا supplementary question یہ ہے کہ یہ تعداد جو بتائی گئی ہے 414,100 آیا ان میں ان پاکستانیوں کی تعداد شامل ہے جو dual nationality holder ہیں یا جو immigrant کے طور پر America یا Canada یا دیگر ممالک میں شفٹ ہوگئے ہیں اور ان کے پاس Canadian Passports ہیں یا American Passports یا British Passport holder ہیں لیکن they are originally from Pakistan. آیا وہ تعداد میں شامل ہیں یا نہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بیرسٹر سیف صاحب!

Barrister Muhammad Ali Saif (Caretaker Minister for Tourism): Mr. Chairman! this figure includes those Pakistanis who in fact obtained tourist's visas from Pakistan's embassies in their countries of residence or from wherever they are visiting Pakistan. So it does include all those who have been granted visas to visit Pakistan.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Question No. 5. Have you got a supplementary? Please....

ہاں ایک ہے۔ جی اگر گنجائش ہے تو پھر کرلیں-----

سینیٹر ہارون خان : یہ جو اتنا exact figure ہے foreign tourists کا یہ کس document سے ان کو ملا ہے کیوں کہ at the port of entry عموماً آپ کے پاس کوئی ایسی declaration نہیں ہوتی کہ آپ بتائیں کہ آپ کا purpose of visit کیا ہے پاکستان میں اور اگر ہوتی ہے تو ان کا source of information کیا ہے؟ The second thing is پچھلے same period in 2006 ان کا figure کیا تھا' is this figure increasing or not?

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بیرسٹر صاحب!

Barrister Muhammad Ali Saif: As I pointed out that visas

issued by Pakistan's embassies and consulates abroad in fact they issue visas for purpose of tourism in Pakistan and it does include all that. We have received this information from the Ministry of Foreign Affairs and also Ministry of Interior Immigration at points of entry and so far as the difference between this year the last year and the year before, between 2006-07 is concerned, we have observed a reduction of 1.4 per cent between the year 2006 the first six months and then in year 2007. So there has been a reduction of 1.4 per cent.

جناب قائم مقام چیئرمین: Thank you جی۔ جی ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ!

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ یہ جو figure انہوں نے دی ہے اور یہ Ministry of Tourism کے بارے میں ان سے ہم پوچھیں گے یہ سوال اور میرا خیال ہے Tourism میں یہ نہیں آتا کہ جتنے پاکستانی باہر ہیں اور ان کے پاس visa ہے اور وہ یہاں پر visit کرنے آئے ہیں۔ اگر آپ Tourism کی ministry کے کام کو دیکھنا چاہتے ہیں کہ کتنے لوگ اپنے business purpose کے لیے یہاں آئے ہیں تو کیا وزارت سیاحت اس کا کوئی حساب رکھ رہی ہے کہ ملک کے اندر tourism کتنی ترقی کر رہا ہے۔ اگر ان کے پاس یہ اعداد و شمار ہی نہیں ہیں اور وہ ہر آنے والے کو اور ہر قسم کا visa لینے والے کو tourism میں شمار کرتے ہیں تو یہ کس طرح سے اپنی وزارت کی ترقی کا حساب لگا سکتے ہیں؟

Mr. Acting Chairman: Is there any barometer of gauging the income, return or any improvement?

بیرسٹر محمد علی سیف: جیسے میں نے عرض کی کہ جب کوئی بھی شخص پاکستانی ایمبیسی میں visa کے لیے application دیتا ہے تو وہ اس میں pupose of visit, tourism declare کرتا ہے۔ اس کے لیے وہ تمام لوگ جو ایرپورٹ پر enter ہوتے ہیں اور immigration desk پر disembarkation card fill کرتے ہیں، اس میں بھی لکھتے ہیں کہ

ہمارا tourism ہے۔ ایک تو ہماری basic statistics کا source یہ ہے۔ جہاں تک foreign exchange میں ہماری income کا تعلق ہے، تو وہ figures بھی ہمارے پاس ہیں - available At present, I do not have with me right now but I can provide them in the next session.

Mr. Acting Chairman: Please circulate it to the Senate. So, they should know the progress of the tourism.

Barrister Muhammad Ali Saif: Thank you.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Question No. 5. Mr. Bangulzai Sahib. It is taken as read.

5. *Mr. Liaqat A. Bangulzai:

Will the Minister for Housing and Works be pleased to state:

(a) the names, designation, BPS and names of Ministries / Divisions/ Departments of the Government employees to whom Government accommodation has been allotted in Islamabad on out of turn basis in relaxation of rules since 2005 indicating also the reasons/ basis for the those allotments; and

(b) the number of allotments of Government accommodations in Islamabad made according to general waiting list during the said period?

Mr. Nisar Mohammad Khan: (a) 2745 Govt. employees who have been allotted Government accommodation in Islamabad on out of turn basis in relaxation of rules in hardship cases since 2005. The detail is being gathered and as and when it would be received from Estate Office it would be provided.

(b) 244 allotments of Government accommodation in Islamabad were made according to General Waiting List. The detail is being gathered and as and when it would be received from Estate Office it would be provided.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ کیا آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں اور آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو پھر سوال کر لیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: میں satisfy اس لیے نہیں ہوں کہ میرے سوال کا جواب ہی نہیں دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ تفصیلات اکٹھی کی جا رہی ہیں جب کہ یہ سوال میں نے اگست 2007 کو دیا تھا اور آج 26 فروری 2008 ہو گئی ہے۔ چھ ماہ پہلے سوال دیا گیا تھا۔ میرا سوال simple ہے۔ اس simple سوال کے لیے انہوں نے چھ ماہ لگا دیے ہیں اور ابھی تک وہ تفصیلات اکٹھی کر رہے ہیں۔ جس چیز اور خدشے کے حوالے سے میں نے یہ سوال کیا تھا کہ انہوں نے out of turn جو allotments کی ہیں، وہ کوڑیوں کے مول کی ہیں۔ اسی لیے انہیں اس کے اعداد و شمار نہیں مل رہے ہیں۔ اب اگر میرے سوال کا جواب چھ ماہ میں بھی نہیں دے سکے اور کہا گیا ہے کہ وہ تفصیلات اکٹھی کر رہے ہیں تو کیا وزیر موصوف اس کا جواب دیں گے کہ اس سوال کے جواب میں اس قدر تاخیر کیوں کی گئی ہے جب کہ میرا سوال بالکل simple ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل۔ میڈیم کلثوم پروین صاحبہ۔ آپ کیا اس میں کچھ add کرنا چاہتی ہیں۔ اگر add کرنا چاہتی ہیں تو کچھ زیادہ نہ کریں کیونکہ جواب دینے میں confusion ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد رانجھا صاحب ہیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں جو کہ ہمارے ایک senior politician ہیں، ہم ان کی بہت respect کرتے ہیں۔ میں out of turn کوارٹر allot کرنے کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ یہاں ایک general waiting list بھی تیار کی جاتی ہے جس میں merit of criterion یہ ہوتا ہے کہ جو most senior لوگ ہوتے ہیں، وہ لوگ جن کی ملازمت کا عرصہ 15 سال، 20 سال یا 25 سال ہو گیا ہوتا ہے، ان کو مکان الاٹ کرنے کا کیا طریقہ کار ہے۔ کیا اس کے لیے بھی کسی سفارش یا رشوت کی ضرورت ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ میرا اپنا PS ہے جس کی 25 سال ملازمت ہے۔ میں خود سیکرٹری ہاؤسنگ و تعمیرات کے

پاس بھی گئی۔ وزیر ہاؤسنگ ' اقبال صاحب کے پاس بھی گئی۔ صفوان اللہ صاحب' سابقہ وزیر ہاؤسنگ کے پاس بھی گئی کہ یہ بہت senior بندہ ہے۔ اس بے چارے کو مکان کی سخت ضرورت ہے۔ میں اس کیس کو بروہی صاحب کی کمیٹی میں بھی لے کر گئی ۔ انہوں نے ruling pass کی کہ اس بندے کو وہ مکان جو اس کے نام پر الاٹ ہے ' دے دیا جائے لیکن یہ مکان ایک ایسی نرس کو الاٹ ہوا ہے جس نے ایک مکان کرائے پر دیا ہوا ہے' شوہر کو لے کر دیا ہے' اس میں وہ خود رہ رہی ہے اور تیسرا اس نے خود لیا ہوا ہے یعنی ایک نرس نے تین مکان لیے ہوئے ہیں اور میں اپنی سفارش پر ایک سرکاری مکان اپنے PS کو الاٹ نہیں کرا سکی۔ میں سیکرٹری ہاؤسنگ کے پاس گئی ہوں ' وزیر ہاؤسنگ کے پاس گئی ہوں۔ اب general waiting list کیا ہے؟ criterion کیا ہے؟ اس لیے اس مسئلے کو کمیٹی میں بھیجا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے' اسے دیکھتے ہیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب والا! اسے کمیٹی میں بھیجیں تاکہ یہ وہاں discuss ہو کہ کیا criterion ہے' کیا merit ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کہتے ہیں کہ UK میں نرس کی اہمیت کم ہو گئی ہے لیکن پاکستان میں نرس کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے کہ تین جگہوں پر مکان ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: میں وزیر صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جن لوگوں کو on merit basis مکان الاٹ ہوئے ہیں' ان کی تعداد 244 ہے اور جن کو out of turn مکانات دیے گئے ہیں' ان کی تعداد 2745 ہے '244 on merit and 2745 out of turn اور کہتے ہیں کہ یہ in relaxation of rules الاٹ ہوئے ہیں۔ relaxation of rules is on case to case basis? جناب والا! rules relax ہوتے ہیں on certain criteria. ہمیں یہ بتایا جائے کہ جو rules ہیں' ان کی کیا in built ہے اور یہ کس کو اختیار دیتے ہیں اور کون سا rule آپ کس حد تک relax کر سکتے ہیں۔ Relaxation کا byself ایک system انہی rules میں ہوتا ہے اور دیکھنے والی بات یہ ہے کہ یہ جو 2745 لوگ ہیں' ان کے لیے کس طریقے سے اور کس انداز سے ان rules کو relax کیا گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ this is the worst type of

corruption اور ہم سے governance کی بات کرتے ہیں۔ کیا یہ governance ہے کہ 2745 کو rules relax کرکے مکان دیے گئے ہیں اور 244 لوگ میرٹ پر، ظلم خدا کا، یہ کہاں کی governance ہے۔ اس کے بعد میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ یہ سسٹم چلتا جا رہا ہے۔ یہ 2005 سے چل رہا ہے۔2006 میں یہ ہوا، 2007 میں یہ ہوا۔

Mr. Acting Chairman: Will you please like to add something.

وہ وزیر ہاؤسنگ و تعمیرات ضرور ہیں لیکن he is known to everybody as Lala Nisar. Chairman Standing Committee on Housing بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد علی بروہی: جناب چیئرمین صاحب! عرض یہ ہے کہ جیسے ہماری بہن نے کہا ہے کہ وہ کمیٹی میں اس کوارٹر کی الاٹمنٹ کے حوالے سے آئی تھیں۔ وہاں کمیٹی کی طرف سے ایک ruling بھی pass کی گئی تھی اور سیکرٹری صاحب کو بھی کہا گیا۔ اس دور میں جو اسٹیٹ آفیسر تھے، انہیں بھی کہا تھا کہ kindly آپ اس پر action کریں کیونکہ یہ ایک سینیٹر ملازم ہے، اسے آپ یہ کوارٹر دے دیں۔ مگر یہ implement نہیں ہوا۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ یہاں ہمارے معزز وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں کافی ایسے فلیٹ ہیں یا دیگر مکانات ہیں، جن پر پولیس کا قبضہ ہے۔ اس کے حوالے سے IG Police کو اور Interior Secretary کو بھی کمیٹی کی طرف سے بلایا گیا تھا۔ ان کو پابند بھی کیا گیا تھا لیکن ابھی تک مکانات خالی کرنے کے بارے میں implementation نہیں ہوئی ہے۔ انہوں نے کوئی تعاون بھی نہیں کیا ہے۔ کئی سو مکانات ہیں، جن پر قبضہ ہے جو کہ پولیس کے قبضے میں ہیں۔ ان bungalows پر پولیس کا قبضہ ہے۔ اس لیے میں آپ سے گزارش کروں گا، یہاں وزیر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں کہ جو بھی ان کوارٹروں میں illegal occupants بیٹھے ہوئے ہیں یا جو پولیس کے اہلکار ہیں، وہ خود بھی ان میں نہیں رہتے ہیں، تین تین کوارٹروں کے قبضے لے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آگے کرائے پر دیے ہوئے ہیں۔ اگر قانون والے خود ہی قانون کی خلاف ورزی کریں گے، اگر یہاں پر اس قسم کے مسائل کو ہم خود ہی حل نہ کریں تو یہ کیسے حل ہوں گے۔

جناب والا! اس کے علاوہ میں CDA کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا ہوگا کہ CDA پہلے ہاؤسنگ کی وزارت کے تحت ہوتی تھی، پھر اس کے بعد اسے Interior Ministry میں دیا گیا، پھر وزارت ہاؤسنگ کو CDA دیا گیا اور اب پھر Cabinet Division کو دے دیا گیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ CDA کو وزارت ہاؤسنگ کی وزارت کے تحت دیا جائے کیونکہ جب آپ کے پاس land ہوگی تو اس کے لئے آپ کے پاس ہاؤسنگ کی ایک پوری منسٹری ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ CDA کو کبھی interior ministry کے under کیا جاتا ہے اور کبھی Cabinet Division کے under دیا جاتا ہے۔ اس کا جو proper system ہے وہ یہ ہے کہ اسے Housing Ministry کے under کیا جائے۔ جب Housing Ministry کے پاس land ہوگی تو اس کے بعد اسے جتنے بھی problems ہیں، وہ حل ہوسکیں گے۔ اس وقت ہزاروں کی تعداد میں ملازم ایسے ہیں کہ جن کے پاس مکان نہیں ہیں، رہائش نہیں ہے اور یہ problems حل نہیں ہو رہے ہیں۔ یہاں جتنے بھی ہمارے colleagues بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان سے کہوں گا کہ مہربانی کرکے stand لیں اور کم از کم اس پر ایک resolution پاس کریں کہ CDA جو ہے Housing Ministry کے تحت آنی چاہئیے جو کہ proper چیز ہے، proper system ہے مگر یہ تو نہیں ہے کہ آپ اسے Cabinet Division میں لاتے ہیں تو یہ کوئی بات ہی نہیں بنتی ہے اور نہ ہی کوئی تک بنتی ہے۔ اس لیے finally میں یہی کہوں گا کہ وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، اس پر action لیں۔ جو بات ہماری معزز رکن کلثوم صاحبہ نے کہی ہے، اس پر عمل کریں۔ ہماری یہ ایک عزت ہے، ایک dignity ہے، کمیٹی کا ایک resolution ہے، ان دونوں چیزوں پر عمل ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میری تھوڑی بہت اطلاع ہے کہ نثار محمد خان نے پہلے ایک آفیسر کو فوری تبدیلی لانے کے لیے sack کیا لیکن حالات اتنے گھمبیر ہیں کہ اب وہ بھی rules relax کرنے جا رہے ہیں لیکن حالات ابھی تک گھمبیر ہیں۔ CDA کی وزارتیں ہر وقت Change ہوتی رہتی ہیں۔ CDA is so popular as Elizabeth Taylor تو یہ اور بات ہے۔ اس کا کیا کیا جائے۔ جی، رانجھا صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: جناب والا! کہتے ہیں کہ 200 گھر پولیس والوں کے پاس ہیں۔ اس کے بارے میں somebody should give assurance کہ وہ ان سے خالی کروائیں گے۔ وہاں سپاہی خود تھوڑا ہی بیٹھتا ہے' وہاں حوالدار خود بیٹھتا ہے۔

Mr. Acting Chairman: Lala Nisar is going to give his answer.

Senator Dr. Khalid Ranjha: Sir, he should give an assurance to the House today.

کہ ہاں جی! ہم ان سے گھر خالی کرائیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ان کی assurance سر آنکھوں پر لیکن ہم نے یہ چیزیں آگے چلانی ہیں۔ آج کا جواب وزیر صاحب دے رہے ہیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب والا! Chair کی طرف سے بھی کوئی رولنگ دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم سنیں تو سہی' I know you are hurt. آپ کی سفارش پر بھی کام نہیں ہوا۔ میری سفارش پر بھی کام نہیں ہوا۔

جناب نثار محمد خان (نگران وزیر برائے ہاؤسنگ اینڈ ورکس): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' شکریہ جناب چیئرمین' یہ سوال بالکل ٹھیک ہے کہ out of turn گھر جو دیے گئے ہیں ان کی تعداد 2745 ہے اور جو merit پر دیے گئے ہیں ان کی تعداد 244 ہے لیکن میں اپنے پیش رو وزیر صاحب کو بھی protect کروں گا اور اپنے لیے بھی کہوں گا کہ اس کی ذمہ داری ہم سب پر ہے وہ اس لیے کہ سب سے پہلے میں فرشتہ نہیں ہوں' انسان ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کا جو یہیں بیٹھے ہیں' سب یہاں بیٹھے ہیں' ابھی ممبران قومی اسمبلی نہیں ہیں' اگر ان کی recommendations آتی ہیں' جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ میں نے بھی recommend کیا ہے' یہاں سارا ایوان recommend کرتا ہے' مجھ سے کہتے ہیں out of turn کر دیں' rules relax کر دیں' آپ مجھے بتائیں' میں کیا کروں گا۔ قبر میں تو اپنے عمل کا ہر ایک جواب دے گا' اگر یہاں پر میں اپنے دوستوں کے لیے کچھ نہ کر سکوں تو پھر میں کس مرض کا علاج ہوں۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: The Minister has been very honest, forth right and down to earth.

میری گزارش ہے کہ یہ on going problem ہے' یہ چیز ہم نثار محمد خان کے کھاتے میں نہیں ڈالتے' پانچ سال کے کھاتے ان کو چار پانچ مہینے کے لیے دے دیے گئے ہیں۔This is going to be on going problem. نئی حکومت آ رہی ہے' نئے چہرے اور نئے لوگ ہوں گے' سفارشی پرانے' چہرے نئے' جنہوں نے فیصلے کرنے ہیں۔۔۔

جناب نثار محمد خان، جناب والا! میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ Chairman Housing Committee سے میں نے درخواست کی ہے کہ اس پر ایک کمیٹی کا اجلاس بلایا جائے تا کہ سی ڈی اے ہاؤسنگ منسٹری کے ساتھ ہو۔ یہ لازم و ملزوم ہے تا کہ vested interests should go and the CDA should be with the Housing Ministry. Thank you very much.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! اس معاملے میں ہمارے علم میں مزید اضافہ ہوا کہ ایک ایک نرس کو تین تین گھر الاٹ ہوئے ہیں تو اس سوال کو قائمہ کمیٹی کو ریفر کر دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ صرف نرس والا سوال یا پورے کا پورا سوال۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، پورے کا پورا سوال جس میں out of turn houses allot ہوئے ہیں' غیر قانونی طور پر allot ہوئے ہیں۔ اس سوال کو کمیٹی کو ریفر کیا جائے تا کہ اس کی تفصیلات اکٹھی کی جائیں۔

جناب نثار محمد خان، جناب والا! یہ جو ایک گھر تین' تین' چار چار' پانچ لوگوں کو الاٹ ہوئے ہیں' وہ بالکل ٹھیک ہوئے ہیں۔ وہ اس طرح ہوتا ہے کہ ہمیں سو' دو سو درخواستیں ہر روز ملتی ہیں' ہمیں یاد نہیں ہوتا کہ کس کو ہم نے پہلے الاٹ کیا ہے' دوسرے اور تیسرے نمبر پر کس کو دیا ہے تو وہ فائل بن کر ہمیں آتی ہے اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ کس کا حق بنتا ہے' جس کا حق بنتا ہے اس کو گھر دیا جاتا ہے۔

Mr. Acting Chairman: This question is specifically referred to the Chairman concerned committee of the Senate

اور وہ اس کو pursue بھی کریں، پالیسی بھی دیں اور you have to monitor it. میں نے کہا ہے کہ نئے چہرے آ رہے ہیں، پرانے سفارشی ہوں گے، نئے لوگوں کو پرانے سفارشی آگے لگائے رکھیں گے۔

Now, we move on to the next question. Senator Talha Mahmood. Q.No.6.

6. *Mr. Muhammad Talha Mahmood:

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the quantity of petroleum products imported during the last three years;

(b) the names of the countries from which those products were imported indicating also the details of petroleum products imported from each country; and

(c) the rates at which those products were imported and the rates at which the same were sold to the consumers in the country?

Mr. Ahsan Ullah Khan: (a) Only High Speed Diesel and Furnace Oil are imported. Year-wise details are attached as Annex-A.

(b) Attached as Annex-A.

(c) Attached as Annex-B & C.

ANNEX-A

IMPORT OF PETROLEUM PRODUCTS

(Qty in Million tons)

Company	Product	2004-05	2005-06	2006-07	Country	Comments
Pakistan State Oil Company Limited	HSD	2.790	2.770	2.900	Kuwait/Singapore	Only one tanker of 50,000 tons was imported from Singapore
	FO	1.440	1.800	3.830	UAE	
Chevron Pakistan Limited	HSD	0.300	0.249	0.201	UAE/Saudi Arabia	
Shell Pakistan Limited	HSD	1.037	0.971	0.964	Saudi Arabia	

ANNEX-B

HSD IMPORTS DURING 2004-05

Price Effective Date	Import Cost (Rs/Litre)			Selling Price (Rs/Litre)
	Pakistan State Oil	Shell Pakistan Ltd.	Chevron Pakistan Ltd.	
01/07/2004	16.63	-	-	24.37
16/07/2004	16.39	17.37	-	24.37
01/08/2004	17.85	18.27	-	24.37
16/08/2004	19.64	21.32	20.48	24.37
01/09/2004	20.23	19.70	-	24.37
16/09/2004	20.38	-	20.90	24.37
01/10/2004	21.37	21.99	-	24.37
16/10/2004	22.23	23.86	23.87	24.37
01/11/2004	23.80	22.98	-	24.37
16/11/2004	23.23	21.48	-	24.37
01/12/2004	21.76	22.09	-	24.37
16/12/2004	20.73	18.97	-	25.96
01/01/2005	19.93	18.60	-	26.21
16/01/2005	18.65	19.76	19.61	26.21
02/02/2005	19.33	20.65	-	27.16
16/02/2005	21.08	20.78	-	27.16
01/03/2005	20.98	21.70	-	28.21
16/03/2005	24.05	-	26.82	29.06
01/04/2005	25.55	26.69	-	29.06
16/04/2005	26.74	-	-	29.06
01/05/2005	25.31	25.84	-	29.06
16/05/2005	25.01	24.86	23.81	29.06
01/06/2005	23.48	25.06	-	29.06
16/06/2005	25.85	28.17	-	29.06

HSD IMPORTS DURING 2005-06

Price Effective Date	Import Cost (Rs/Litre)			Selling Price (Rs/Litre)
	Pakistan State Oil	Shell Pakistan Ltd.	Chevron Pakistan Ltd.	
01/07/2005	28.67	28.35	-	31.74
16/07/2005	28.98	28.99	-	31.74
01/08/2005	29.07	27.81	27.60	31.74
16/08/2005	27.78	28.72	-	31.74
01/09/2005	29.41	-	-	34.59
16/09/2005	31.49	31.08	-	34.59
01/10/2005	29.91	30.76	32.12	37.18
16/10/2005	30.62	-	-	37.18
01/11/2005	29.19	28.82	-	37.18
16/11/2005	25.96	26.61	-	37.18
01/12/2005	24.91	24.60	-	37.18

16/12/2005	24.31	25.40	-	37.18
01/01/2006	25.93	26.65	-	37.18
16/01/2006	27.15	27.90	28.28	37.18
01/02/2006	27.8	-	-	37.18
16/02/2006	27.68	27.64	-	37.18
01/03/2006	27.27	27.13	28.73	37.18
16/03/2006	29.31	28.62	-	37.18
01/04/2006	29.96	30.61	-	37.18
16/04/2006	32.53	-	-	37.18
01/05/2006	34.51	34.94	-	38.73
16/05/2006	35.52	34.99	35.02	38.73
01/06/2006	34.76	35.72	-	38.73
16/06/2006	35.08	36.13	-	38.73

HSD IMPORTS DURING 2006-07

Price Effective Date	Import Cost (Rs/Litre)			Selling Price (Rs/Litre)
	Pakistan State Oil	Shell Pakistan Ltd.	Chevron Pakistan Ltd.	
01/07/2006	35.74	35.81	-	38.73
16/07/2006	35.79	36.82	-	38.73
01/08/2006	36.62	36.56	-	38.73
16/08/2006	35.66	35.57	-	38.73
01/09/2006	36.39	35.01	-	38.73
16/09/2006	35.16	30.97	30.73	38.73
01/10/2006	31.21	30.19	-	38.73
16/10/2006	29.84	-	-	38.73
01/11/2006	30.05	-	-	38.73
16/11/2006	28.97	-	29.27	38.73
01/12/2006	29.69	-	-	38.73
16/12/2006	29.97	29.84	-	38.73
01/01/2007	29.72	28.41	-	38.73
16/01/2007	28.10	27.54	-	37.73
01/02/2007	27.37	30.07	-	37.73
16/02/2007	29.27	-	-	37.73
01/03/2007	29.86	-	28.99	37.73
16/03/2007	29.93	31.52	-	37.73
01/04/2007	30.34	-	-	37.73
16/04/2007	32.44	34.44	-	37.73
01/05/2007	33.67	34.34	-	37.73
16/05/2007	33.92	34.46	34.53	37.73
01/06/2007	34.22	34.29	-	37.73
16/06/2007	34.10	34.34	-	37.73

Annex-C

FO IMPORTS BY PAKISTAN STATE OIL DURING 2004-05

Price Effective Date	Import Cost (Rs/Ton)	Max. Selling Price(Rs/Ton)
01-07-2004	-	-
16-07-2004	11409.19	13590.86
01-08-2004	11663.49	13828.00
16-08-2004	12191.63	14608.36
01-09-2004	11962.33	14235.86
16-09-2004	11504.00	13696.50
01-10-2004	11709.28	13696.50
16-10-2004	12403.72	14810.00
01-11-2004	13201.00	15471.44
16-11-2004	12295.32	14593.50
01-12-2004	-	-
16-12-2004	11737.00	13989.75
01-01-2005	11737.00	13989.75
16-01-2005	11909.00	14034.60
01-02-2005	12882.00	15343.30
16-02-2005	12974.00	15443.35
01-03-2005	13338.22	15887.05
16-03-2005	13557.50	15897.60
01-04-2005	14300.00	16994.70
16-04-2005	15336.00	18209.10
01-05-2005	-	-
16-05-2005	-	-
01-06-2005	-	-
16-06-2005	-	-

FO IMPORTS BY PAKISTAN STATE OIL DURING 2005-06

Price Effective Date	Import Cost (Rs/Ton)	Max. Selling Price(Rs/Ton)
01-07-2005	-	-
16-07-2005	-	-
01-08-2005	-	-
16-08-2005	-	-
01-09-2005	19262.47	22839.54
16-09-2005	20009.00	23698.05
01-10-2005	20093.92	23684.16
16-10-2005	20093.92	23684.16
01-11-2005	19600.00	23227.70
16-11-2005	19369.50	22962.63
01-12-2005	19369.50	22962.63
16-12-2005	19369.50	22962.63
01-01-2006	19369.50	22962.63
16-01-2006	19369.50	22962.63
24-01-2006	19173.09	22736.75
01-02-2006	19173.09	22736.75
04-02-2006	20188.50	24045.93
16-02-2006	20188.50	24045.93

01-03-2006	20876.92	24829.56
16-03-2006	21639.25	25706.24
01-04-2006	21487.88	25532.16
11-04-2006	21808.65	25901.05
16-04-2006	21808.65	25901.05
22-04-2006	22340.35	26512.50
01-05-2006	22638.00	26854.80
16-05-2006	22638.00	26854.80
18-05-2006	22204.45	26356.22
01-06-2006	21442.35	25479.80
16-06-2006	21215.96	25219.46

FO IMPORTS BY PAKISTAN STATE OIL DURING 2006-07

Price Effective Date	Import Cost (Rs/Ton)	Max. Selling Price(Rs/Ton)
01-07-2006	20314.08	24182.29
16-07-2006	21019.72	24993.78
21-07-2006	22282.96	26446.50
16-08-2006	21509.67	25557.22
01-09-2006	19602.51	23331.89
16-09-2006	17936.05	21348.38
01-10-2006	17052.61	20297.05
16-10-2006	18027.95	21457.79
01-11-2006	17961.22	21378.75
16-11-2006	18277.71	21755.37
01-12-2006	17716.76	21087.27
16-12-2006	17716.76	21087.27
01-01-2007	17792.00	21177.25
16-01-2007	17248.00	20529.80
01-02-2007	17191.11	20462.08
16-02-2007	19147.25	22789.84
01-03-2007	18358.59	21851.83
16-03-2007	18929.44	22531.31
01-04-2007	19342.19	23022.07
16-04-2007	21287.19	25337.02
01-05-2007	21748.13	25885.50
16-05-2007	21740.06	25876.22
01-06-2007	21641.55	25758.33
16-06-2007	21548.34	25647.69

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان: جناب والا! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ پاکستان میں یہ products پیدا ہوتی ہیں' recover ہو رہی ہیں یا نہیں ہو رہیں۔ یہ لوگ خود import کر رہے ہیں یا private companies کے ذریعے import کر رہے ہیں اور اس کی سالانہ demand کیا ہے؟

Syed Afzal Haider (Caretaker Minister for Law and Parliamentary Affairs): Sir, I will be needing notice to reply to this question.

Mr. Acting Chairman: Let us pass it on to the next session. I think, this needs a lot of thorough answer.

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Sir, this present government should reply these questions because this is a branch of the previous government.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, where is the Petroleum Minister?

Mr. Acting Chairman: Sir, Ehsanullah Khan is not here. On his behalf Mr. Afzal Haider will reply but he is asking for a fresh question.

سینیٹر محمد انور بیگ: وزیر پٹرولیم نے آپ کو inform کیا ہے؟

Mr. Acting Chairman: I think, I am not in picture about it.

سینیٹر محمد انور بیگ: جناب انہوں نے کیا تماشا بنایا ہوا ہے the point is this that everybody is holding dual charge in this country. Is that rule of law in this country. جب ان کا جی چاہتا ہے وہ آتے ہیں' جب جی نہیں چاہتا وہ نہیں آتے۔ we have got this question and we have been waiting for this question for the last 6 months.

Mr. Acting Chairman: You have a point in it.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, summon the Petroleum Minister.

Mr. Acting Chairman: He is not in the country.

Senator Muhammad Enver Baig: He is in Abu Dhabi. He can come to Pakistan in three hours.

ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ The gentleman should be in the House tomorrow. یہ کوئی بات ہے۔

سینیٹر احمد علی: جناب والا! سینیٹر صاحب کو کہیں کہ language کا خیال رکھیں، یہ پارلیمنٹ ہے، soft language استعمال کریں۔

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, they should realise that they are responsible to the elected people. I mean they are taking us for a ride. They have always been doing that for the last so many years. I would request the Chair to please pass a ruling that the gentleman should be here tomorrow to answer these questions.

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر طلحہ محمود صاحب! اس سلسلے میں آپ کی کیا تجویز ہے؟

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان: جناب والا! انہوں نے مذاق بنا لیا ہے چلیں ان کو ایک یا دو دن کا وقت دے دیں اور وزیر صاحب کو یہاں بلائیں اور وہ جواب دیں۔ میرے تین سوال اور ہیں جو وزارت پٹرولیم سے متعلق ہیں، اگر وہ اس سوال کے جواب کے لیے حاضر نہیں ہیں تو پھر میرے دوسرے سوالوں کا کیا ہو گا؟ یہ بڑے اہمیت کے حامل سوالات ہیں۔

سینیٹر محمد انور بیگ: جناب والا! آپ مشاہد صاحب کو کہیں کہ وہ ابھی جا کر متعلقہ وزیر صاحب کو فون کریں۔

Mr . Acting Chairman: Secretary Sahib , please ask the Minister to be here on Thursday.

(Interruption)

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! Duality of office یہ لوگ کتنی کریں گے۔ پہلے جنرل مشرف نے duality of office شروع کی تھی، پھر یہاں پر وزیر اعظم کی duality of office ہوئی۔ اب وزیر بھی ہیں اور سفیر بھی ہیں۔ What is this going on sir. یہ کوئی مذاق ہے؟ راجواڑہ تو یہ نہیں ہے۔ یہ پاکستان ہے This is not somebody's *rajwara*. کہ آپ ادھر وزیر بھی ہوں اور وہاں آپ سفیر بن کر بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ Sir, kindly pass strictures on this.

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان: جناب چیئرمین! کل کے اجلاس میں وزیر صاحب کو حاضر کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کل تو وہ نہیں پہنچ سکیں گے، میں جمعرات کے لیے کہہ رہا ہوں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: کل شام کا اجلاس ہے there are four or five flights from Dubai. Summon him tomorrow.

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان: جناب چیئرمین! بدھ کو انہیں بلالیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا صاحب! جمعرات کو بلالیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, summon him tomorrow.

(Interruption)

جناب قائم مقام چیئرمین: سیکریٹری صاحب! وزیر صاحب کو کہیں کہ وہ جمعرات کو آ کر اپنے سوالات کا جواب دیں۔ کل کا دن ان کو دے دیں۔ اتنا آپ کرلیں۔ رضا صاحب Thursday کو کرلیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: نہیں جناب! آپ کل انہیں summon کریں۔ Sir, you

summon him tomorrow.

Mr. Acting Chairman: On this we have to be very particular.

Senator Mian Raza Rabbani: Yes, sir, be particular. So, kindly summon him tomorrow.

Mr. Acting Chairman: Let me say something. I am not, I used to stay out of Chair.

سینیٹر محمد انور بیگ: جناب! اگر operator نے بھی ان کو telephone کیا تو وہ chartered flight لے کر آجائے گا۔ آپ کیا بات کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سیکرٹری صاحب! آپ ان سے کہیں کہ وہ جمعرات کو آکر اپنے سوالوں کا جواب دیں۔ کل کا دن دیں۔ Let him get back. نہیں یہ سفارش چلتی رہے گی۔ لالہ نثار صاحب یہ سفارش چلتی رہے گی۔ ایک منٹ ٹھہریں میں یہ دیکھ لوں کہ ہمارے کتنے سوالات جمعرات کے دن کے لیے چلے جاتے ہیں۔ ہاں یہ سارے چلے جاتے ہیں۔ پھر آجاتے ہیں جناب ولی محمد بادینی، سوال نمبر 7 پر۔

ہم بھی اب سینیٹ میں آخری دنوں میں جوش میں آگئے ہیں۔ اگر پانچ، چھ سال پہلے سے جوش میں ہوتے تو مزا آتا۔ جی سوال نمبر 7 سینیٹر ولی محمد بادینی صاحب۔

7. *Senator Mir Wali Muhammad Badini: Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to establish a grid station at Mall Area, district Noshki, Balochistan, if so, when?

Mr. Tariq Hameed: There is no such proposal under consideration.

Mr. Acting Chairman: Any supplementary? Yes, Badini sahib.

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ دیکھیں جی کہ مل ایریا میں،

شاید وزیر صاحب کو پتا نہیں ہے حالانکہ یہ خود چیئرمین تھے اور انہوں نے خود approval دی اور اس کے لیے زمین بھی select ہوئی اور انہوں نے کہا کہ ابھی جون کے بعد ہم شروع کر رہے ہیں لیکن آج دو سال ہو گئے ہیں اس بات کو۔ ادھر ضرورت بھی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کون سی جون کا کہا تھا انہوں نے؟

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: یہ چھوڑ کر اگلے جون یعنی 2006 کے جون کا۔ یہ تیسرا جون آ رہا ہے۔ اس بارے میں' میں نے دو مرتبہ پہلے بھی سوال کیا ہے۔ میرے خیال میں چیئرمین صاحب بھول گئے ہیں خود دستخط کرکے انہوں نے approval دی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: انہوں نے تو approval دی ہوگی۔ پھر فنانس نے پیسے دینے ہوں گے اور انہوں نے نہیں دیے ہوں گے۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: جب پیسے نہیں ہیں تو approval نہ دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جب آپ economic situation پر debate کل یا پرسوں سے شروع کریں گے تو اس میں بہت سی چیزیں ظاہر ہوں گی۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: جناب چیئرمین! اس طرح ہم لوگوں کے سامنے جھوٹے بن جاتے ہیں۔ ہم نے ان کو زمین بھی مفت لے کر دے دی ہے' سب کچھ کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جب زمین مفت دے دی ہے تو فائدہ تو کسی کو نہیں ہوا پھر کام کیسے ہو گا۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: یہ تو غلط بات ہے۔ اگر نہیں ہے تو بولیں کہ نہیں ہے۔ ہم کیوں جھوٹ بولیں لوگوں سے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: صحیح بات ہے۔ جی طارق حمید صاحب۔

جناب طارق حمید: جناب! coming years میں یہاں grid بنانے کا کوئی plan نہیں ہے لیکن جیسے آپ نے supplementary میں پوچھا ہے تو میں اس کی تمام تفصیل لے کر آپ کو دے سکتا ہوں۔ سوال صرف اتنا تھا کہ اس سال میں ہے یا نہیں ہے تو عرض ہے

کہ اس سال میں نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: طارق حمید صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ زمین بھی مفت دے دی گئی تھی کہ یہاں بنا لیں اور میرے خیال میں آپ نے کھاتا بھی transfer کر دیا ہو گا۔

جناب طارق حمید: میں پوچھ کر بتا دوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ آپ کو QESCO سے پوچھ کر بتا دیں گے۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! اس سوال میں لکھا ہوا ہے نوشکی مال وہ اس کو مال روڈ سمجھ کر کہیں لاہور تو نہیں لے گئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، اس کا اصل pronunciation مل ہے۔ اب وہ ٹائی اور پتلون والا دور چلا گیا اب ہم شلوار قمیض والے آ گئے ہیں۔ جی گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب چیئرمین! میں اس چیز کا تھوڑا فائدہ اٹھا رہی ہوں کہ متعلقہ وزیر صاحب آئے ہوئے ہیں، میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کیونکہ وہ لاہور کی بات کر رہے تھے، لاہور میں 24 گھنٹے میں سے 18 گھنٹے، 20 گھنٹے بجلی جاتی ہے کیا یہ اس کی وجہ بتائیں گے اور یہ بھی بتائیں کہ یہ کب تک رہے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں، یہ load shedding ایک extra debate ہے کیونکہ یہ question نہیں ہو گا، یہ ایک مکمل debate ہے۔

سینیٹر گلشن سعید: نہیں، debate کوئی نہیں، ان کو جواب دینے دیں۔ تھوڑا سا جواب تو دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ یہ بتا دیں، ملک کا ایک outlay دے دیں کہ what crises are we facing.

سینیٹر گلشن سعید: یہ بڑا ضروری سوال ہے اور اس سے متعلق ہے۔ ان کو ذرا جواب دینے دیں۔ مجھے پتا تو چلنا چاہیے کہ کیا وجہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی طارق حمید صاحب۔

جناب طارق حمید: میرے پاس جو 16 سوالات ہیں ان میں سے تو ان کا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن اس کے باوجود میں volunteer کرتا ہوں اور ان کے سوال کا جواب دیتا ہوں۔ ایک تو محترمہ کی یہ information کہ لاہور میں 14 سے 16 گھنٹے بجلی بند ہوتی ہے' یہ بالکل صحیح نہیں ہے۔ لاہور میں اگر بجلی بند ہوئی تو وہ سب سے زیادہ جنوری میں ہوئی ہے' جنوری کی تین تاریخ سے لے کر جنوری کی سات تاریخ تک۔ اس کی دو وجوہات تھیں کہ ایک تو جو حب سے ہماری transmission line آتی تھی اس کے تین ٹاور اڑائے گئے تھے اور اس کو repair کرنے میں ہمیں گیارہ دن لگے تھے تو 820 MW جو regularly جبکو سے آتی ہے وہ سپلائی بند ہوگئی تھی۔

دوسری بات' اسی period میں تھوڑی سی shortage آئی تھی because of disruption in transportation. ہمارا جو KAPCO کا جو plant تھا وہ 500 MW کم بنا رہا تھا وہ 1300 MW تھا لیکن لاہور میں 16 سے 18 گھنٹے تک کبھی بجلی بند نہیں ہوئی۔ کل کی میں آپ کو information دیتا ہوں' جو total load shedding ہوئی ہے وہ ہماری جو percentage ہے وہ 7 per cent ہے۔ شکریہ۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب والا! 7 per cent کا کیا مطلب ہے؟

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم یہ آپ کی بات بالکل unique debate مانگ رہی ہے۔ بالکل نئی debate ہو گی۔ سوال کی تیاری' جواب دینا یہ سب کچھ نیا ہے۔

سینیٹر گلشن سعید: میں بالکل صحیح بات کر رہی ہوں۔ میں وہاں پر رہتی رہی ہوں۔ ہم لوگ بغیر بجلی اور گیس کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے بالکل صحیح کہا ہے کہ 18, 18 گھنٹے بجلی نہیں ہوتی۔ مجھے reason پوچھنے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی انہوں نے جو reason دیا ہے وہ جنوری 3 سے جنوری 7 تک ہے۔ انہوں نے تاریخیں بتائیں ہیں کہ ان تاریخوں میں problem رہا ہے۔ طارق

حمید صاحب آپ repeat کردیں۔

سینیٹر گلشن سعید: میرے ساتھ اور بھی بڑے لوگ ہیں جو وہاں رہتے ہیں وہ گواہی دیں گے۔ میں غلط بیانی نہیں کر رہی ہوں۔ ہم نے یہ عذاب تین مہینے سہا ہے and still it is going on.

جناب قائم مقام چیئرمین: بتا دیں طارق حمید صاحب یہ زور آور خاتون ہیں۔

جناب طارق حمید: جناب والا! جنوری میں ایک تو normal hydel بہت کم ہوتی ہے۔ سندھ اور پنجاب دونوں صوبے بھل صفائی کے لیے اپنا سسٹم بند کر دیتے ہیں تو releases from hydel minimum ہوتی ہے۔ آج صبح ہم نے بتیس سو میگاواٹ generate کی ہے۔ جنوری کے مہینے میں ہم چودہ پندرہ سو میگاواٹ کر رہے تھے۔ on top of it ہمارے transmission line کے تین ٹاور جب کو سے جو بجلی لے کر آتے ہیں وہ اڑا دیئے گئے تھے، وہ 31st کی night کو اڑائے گئے تھے ان کو مرمت کرنے میں ہمیں گیارہ دن لگے۔ اس کی وجہ سے لوڈشیڈنگ بڑھی تھی۔ اگر بیگم صاحبہ exact جواب مانگتی ہیں تو میں ان کے feeder کا shutdown کا ریکارڈ آپ کو produce کر سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پلیز ایک کاپی ان کو بھجوا دیں اور یہ جو بھل صفائی کی تاریخیں ہیں وہ بھی بتا دیں۔ ٹاور جب گر گئے وہ بھی بتا دیں کہ جبکو سے کتنا فرق پڑا۔

سینیٹر کلثوم پروین: آگے ہمارے ساتھ کیا ہونا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آگے جو ہونا ہے وہ ہمیں نظر آ رہا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین! اس سے پہلے بھی میں نے بلوچستان اور صوبہ سرحد کے بارے میں لوڈشیڈنگ کا پوائنٹ اٹھایا تھا۔ میں اپنے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں، اس سے پہلے بھی یہ چیئرمین تھے تب بھی میں ان کے سامنے روتی رہی ہوں کہ خدا کے لیے بلوچستان میں اور فرنٹیئر میں لوگوں کا سب سے زیادہ گزر بسر زمینداری پر ہے۔ وہاں پر صبح سے لے کر شام تک لوڈشیڈنگ ہوتی ہے۔ شام کو تھوڑی سی بجلی آتی ہے، آخر زمینداروں کا کیا قصور ہے۔ ان لوگوں کا کیا قصور ہے۔ یہی ظلم ہے۔ تین مہینے سے پاکستان میں بجلی لوڈشیڈنگ

شروع تھی، گیس کی بھی لوڈشیڈنگ تھی اور آٹے کا بھی بحران تھا۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کم از کم اتنی----

جناب قائم مقام چیئرمین: یہاں پر بجلی کا مسئلہ discuss کریں۔ آٹے کو علیحدہ کریں۔

سینیٹر آغا پری گل: نہیں میں بتانا چاہتی ہوں کہ جب یہ چیئرمین تھے تب بھی میں نے ان سے درخواست کی کہ بھئی بلوچستان اور صوبہ سرحد کا یہ مسئلہ ہے خدا کے لیے زمینداروں پر رحم کرو وہ بے چارے غریب ہیں۔ کوئی انڈسٹری والے نہیں ہیں۔ یہ سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، اب جب منسٹر بنے تب بھی میں نے ان سے request کی کہ خدا کے لیے وزیر صاحب بلوچستان اور فرنٹیئر پر رحم کریں، ان بیچاروں کا سارا دن ٹیوب ویل بند رہتا ہے۔ اب بھی یہی حال ہے پتا نہیں ہم لوگوں نے کیا گناہ کیا ہے جس کی یہ اتنی سزا دے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: طارق امین صاحب وہ آپ کے نوٹس میں لانے چاہتی ہیں کہ ٹیوب ویل کی جو آپ بجلی بند کرتے ہیں اس سے ہماری فصلیں damage ہو رہی ہیں، بلوچستان ہمارا agro based province ہے۔ over all 65% of Pakistan is agro based. تو 85% ہے۔ اس کا نوٹس لیں۔

سینیٹر آغا پری گل: نہیں بولیں، جواب دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بتائیں satisfy the lady.

جناب طارق حمید: جناب والا! اس وقت بلوچستان صوبے کے اندر دو پلانٹ چل رہے ہیں۔ جبکو بلوچستان کو ڈائریکٹ پاور سپلائی کرتا ہے اور دوسرا حبیب اللہ کوسٹل ہے، تیسرا ہم مند کا چلاتے ہیں جو کوئٹہ شہر میں ہے۔ وہ گیس کی availability پر منحصر ہے۔ جو major improvement ہوگی وہ ہم دادو سے خضدار ایک نئی ٹرانسمیشن لائن لے کر جا رہے ہیں۔ خاص طور پر آپ جو ٹیوب ویل کی بات کریں تو پچھلے سال آٹھ بلین روپے کی subsidy مرکزی حکومت، بلوچستان حکومت اور واپڈا نے دی ہے۔ On top of it آج بھی ایک بلین روپے consumer کے against outstanding ہیں۔ میری اگر یہ کچھ مدد کریں وہ outstanding

رقم دلوائیں تو اور improvement ہو سکتی ہے۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین! اگر پورا دن بجلی بند ہو، ساری رات بجلی بند ہو اور ایک لاکھ، دو لاکھ کا بل آئے تو یہ بے ایمانی ہے، کہاں سے بل دیں گے۔ پورا دن بجلی نہیں ہے، پوری رات بجلی بند ہے تو زمیندار بیچارہ کیا کرے۔ یہ بھی تو ظلم ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ بجلی و پانی کی کمیٹی کے ذمہ کر کے، پندرہ دن میں پھر suggestion دیں۔

سینیٹر آغا پری گل: ابھی دو سال ہوگئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم یہ لڑائی جاری رہے گی۔

سینیٹر آغا پری گل: بجلی و پانی کا تو چیئرمین ہی پتا نہیں کہاں چلا گیا ہے۔ یہ تو ظلم ہے اس کو کہاں ڈھونڈیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ علیحدہ ہوگئے ہیں۔ نیا آپ لے کر آرہے ہیں۔

جناب طارق حمید: اگر یہ بل مجھے دیا جائے تو میں اس کو verify کروا دوں گا۔

سینیٹر آغا پری گل: نہیں اگر وہ علیحدہ ہوگئے ہیں تو اس میں بلوچستان اور سرحد کے عوام کا کیا قصور ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں کرتے ہیں، we will do it. میں ابھی کرتا ہوں۔ پلیز بیٹھ جائیں۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین! ایک منٹ میری بات سنیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں سن رہا ہوں، جیسے آپ کہیں۔

سینیٹر آغا پری گل: اس طرح مت کیا کریں۔ دو سال سے ہماری باتیں سن رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اچھا سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں۔ اللہ کا واسطہ ہے لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ اب بھی اگر آپ لوگوں نے یہی کیا، کمیٹیوں کے سپرد کیا، ادھر ادھر کیا، ایکشن لو۔ ایک میٹنگ فوری طور پر کال کرو، یہ صوبہ سرحد اور بلوچستان کے بارے میں ہے، فوراً میٹنگ کال

کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم ایک منٹ بیٹھیں۔ سینیٹر ولی بادینی صاحب آپ نے پچھلے دنوں واپڈا کی-----

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: جناب وزیر صاحب نے بولا کہ ہم subsidy دے رہے ہیں۔ اتنا خرچہ بلوچستان پر آ رہا ہے۔ بلوچستان کے ٹیوب ویل والے قرض دار نہیں ہیں' بلوچستان کی حکومت کو قرض دار ان کو پیسے نہیں دے رہے۔ وہ بھی ان کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے اپنے پیسے جو فیڈرل گورنمنٹ کے پاس ہیں ان سے ہمیں subsidy مل رہی ہے وہ اگر ہمیں واپس کریں تو ہم بنک میں رکھیں' پھر ہمیں مفت بجلی ملے گی۔ ہمارے ساتھ بیٹھ کر حساب کر لیں۔ نمبر ۲ میں ثابت کروں گا کہ اس وقت اٹھارہ گھنٹے ٹیوب ویلوں کے لیے لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے۔ لوگوں کو مروانا تو نہیں ہے وہ بل چار ہزار روپے لیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ چھ گھنٹے کا چار بھی نہیں بنتا۔ مہربانی کر کے اس کے لیے ایک دن ڈیبیٹ رکھیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی کرتے ہیں۔ جی سینیٹر رحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ جناب والا! میں تائید کرتا ہوں معزز ممبران کی جو انہوں نے ہمارے صوبے کے بارے میں باتیں کہی ہیں۔ اس کو کمیٹی میں رکھیں' تمام تفصیل' اس میں مختلف باتیں آتی ہیں' جیسے وزیر صاحب نے کہا کہ ایک بلین روپے قرضہ ہے یا دوسری باتیں ہیں' یہ سب وہاں تفصیل میں آئیں گی۔ اس پر کمیٹی میں بحث کی جائے۔ اس کے حوالے سے ایک چھوٹی سی بات' ٹیوب کے بارے میں ذرا وہ چھ مہینے کی تفصیل دے دیں کہ انہوں نے لوڈشیڈنگ کس بنیاد پر اور کس کس وقت پر کی ہے؟ وہ تفصیل دے دیں۔ جناب والا! ہم تو اس کے عادی ہو چکے ہیں' ہم بجلی کے بارے میں بھول گئے ہیں۔ ہم نے اپنی ضروریات کا انحصار بجلی پر نہیں رکھا ہے۔ اس لیے ہمیں باقاعدہ اس کا ریکارڈ دیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی سینیٹر ہارون اختر صاحب۔

Senator Haroon Khan: The honourable Minister has been the Chairman of WAPDA and he had tried his best

یہ اس وقت غلط موقع پر پھنس گئے ہیں۔ یہ بہت عرصے سے کہتے آ رہے تھے کہ اس ملک میں power کی shortage آنی ہے۔ ہم لوگ یہ بھول گئے کہ 7% GDP growth پانچ سال کے لیے جب ہوتی ہے تو اس کے لیے energy required ہوتی ہے اور جو policy makers تھے، جنہوں نے یہ پالیسی بنانی تھی کہ GDP growth کے ساتھ ساتھ energy requirement بڑھتی ہے وہ unfortunately ادھر نہیں ہیں، ملک سے باہر ہیں تو منسٹر صاحب مجھے نہیں پتا کہ کیسے یہ answer کر سکتے ہیں Load shedding is a problem and he is not responsible for that.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ If you allow me. سپیشل میٹنگ اس کی بلاتے ہیں where the Minister, Chairman WAPADA and honourable Members specially from Balochistan سرحد اور سارے آئیں، ایک سپیشل briefing ادھر ہی arrange کی جائے گی۔ آپ لوگوں کو سپیشل invite کیا جائے گا اور ادھر ہی آپ نے حل بھی دینے ہیں۔ حالات کے تناظر میں بات کرنی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: لوڈشیڈنگ کا مسئلہ سندھ میں بھی اسی طرح ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں بھی آپ کا ہمسایہ ہوں۔ اٹھارہ گھنٹے پچاس ڈگری کی گرمی میں بجلی نہیں ہوتی۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: اگر لاہور میں نہیں ہوتی تو لاڑکانہ میں اٹھارہ گھنٹے بجلی بند ہوتی ہے کیا وزیر صاحب اس کا انکار کر سکیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی۔ Question Hour is over.

سینیٹر صاحبزادہ خالد جان: جی بہت اہم سوال ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: چلیں، سوال نمبر ۸۔

8. ***Sahibzada Khalid Jan:**

Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the names of villages electrified in the country during the year 2006-07 with district-wise break up; and

(b) the names of villages proposed to be electrified in the country during the year 2007-08 with district-wise break up?

Mr. Tariq Hameed: As Informed by WAPDA:

List showing names of villages electrified/proposed to be electrified in the country with Disco-wise and district-wise is attached as:—

Name of Disco	Village electrified during 2006-07	Villages proposed to be electrified during the year 2007-08
IESCO	Annex-A	Annex-I
GEPCO	Annex-B	Annex-II
FESCO	Annex-C	Annex-III
PESCO	Annex-D	Annex-IV
MEPCO	Annex-E	Annex-V
QESCO	Annex-F	Annex-VI
TESCO	Annex-G	Annex-VII
HESCO	Annex-H	Annex-VIII
LESCO	Annex-J	Annex-IX

(Annexures have been placed on the Table of the House as well as Library).

جناب قائم مقام چیئرمین: کوئی سپلیمنٹری ہے تو پوچھیں۔

سینیٹر صاحبزادہ خالد جان: 2006-07 کے دوران ملک میں جن دیہاتوں کو بجلی فراہم کی گئی ان کے نام کیا ہیں تفصیلات کے ساتھ بتایا جائے۔ یہ سب انہوں نے مجھے دیا ہے۔ اس کو پڑھنے میں تقریباً تین چار دن لگتے ہیں۔ تھوڑا سا ہم نے دیکھا ہے' ہمارے صوبے میں جن دیہاتوں کو بجلی ملی ہے وہ بہت کم ہیں بہ نسبت سندھ اور پنجاب کے۔ اسی طرح جن ہمارے دیہاتوں کو ملی ہے وہ پندرہ دیہات ہیں۔ ہمارے ہاں دو بجلی گھر ہیں تیسرا بن رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ابھی جو حالت ہے اس پر میں آپ کو تھوڑا سا up to date کر دوں ایک تو سینیٹ میں special meeting بلا رہے ہیں' وہ ادھر آ کر briefing دیں گے اپنے پراجیکٹس villages electricfication پر لیکن واپڈا دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ایک energy sector بجلی پیدا کرنے والا' ایک پانی کے سیکٹر میں چلا گیا ہے ۔ اب علیحدہ ہو گئے ہیں ---- دونوں کے ساتھ meeting ہو گی' جی پانی کے مسئلے ہیں دونوں ابھی کراتے ہیں ۔ایک دن آپ کو تکلیف دیں گے۔ آپ آ جائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: ایک منٹ ' گزارش یہ ہے کہ load shedding کا مسئلہ ہے آپ نے کہا ہے کہ آپ meeting بلائیں گے جس میں سرحد -----

جناب قائم مقام چیئرمین: سارے سندھ اور پنجاب کو بھی شامل کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: جن دیہاتوں کے بارے میں پوچھا گیا تھا ایک تو صوبہ وار تفصیل نہیں ہے ورنہ میں وہ figures آپ کے سامنے رکھتا لیکن مجموعی طور پر جو یہاں کہا گیا ہے کہ 2129 دیہاتوں کو سندھ میں بجلی فراہم کی گئی ہے۔ اس میں لاڑکانہ میں صرف 15 دیہاتوں کو بجلی فراہم کی گئی ہے اور لاڑکانہ کو آدھا کر کے اس کو الگ کیا گیا۔ شاداب کوٹ ضلع کے صرف ۸' اور یہ 12, 2007 تک ہے اور 8/ 2007 تک جو رپورٹ ہے وہ لاڑکانہ میں زیرو' اور کمبر شاداب کوٹ میں زیرو' ہمارے ساتھ آخر یہ کیوں ہو رہا ہے ہم نے جو سفارشات دی ہیں مکمل طور پر ان کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے تو اس کی بھی تحقیقات ہونی چاہییں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل' اسی میں آتے ہیں۔ thank you ,

question hour comes to an end. Leave application.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جو سوالات رہ گئے ہیں وہ بہت اہم ہیں ان کو مہربانی کر کے-----

جناب قائم مقام چیئرمین: *** We will carry them forward کوئی بھی ہم lapse نہیں ہونے دیں گے - Future Minister will come and answer, let them come....

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: اس میں یہ ہوگا بلور صاحب' if you allow me اس میں منسٹر سیاسی آدمی ہوگا وہ کہے گا یہ پرانا اتوار کا ہے۔ وہ پوری تفصیل واپس دے گا' وہ بھی کم کھلاڑی نہیں ہوگا' وہ بھی اچھے کھلاڑی آرہے ہیں۔ اچھا جی' مجھے leave applications کر لینے دیں۔ پھر debate ہے۔ Debate بہت ضروری ہے-----جی' آپ کے چھوٹے چھوٹے مسئلے ہوتے ہیں۔ جی۔

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر عبدالمالک نجی مصروفیات کے باعث گزشتہ اکتالیس ویں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے گزشتہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب محمد اسحاق ڈار نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۲۶ فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ' خالد محمود سومرو صاحب on point of order پھر لیاقت بنگزئی صاحب next

---

***(All the remaining questions were deferred for the next session)

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو : شکریہ جناب چیئرمین ! point of order یا مختلف مواقع پر جو ہم نے یہاں باتیں کی ہیں ان کا نتیجہ کوئی نکل نہیں رہا ' میں آپ سے درخواست کرتا ہوں براہ کرم ان چیزوں کا کوئی نتیجہ نکلنا چاہیے جو ہم یہاں چیخ و پکار کرتے ہیں -----

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ مجھے بتا دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو : میں نے پہلے بھی درخواست کی تھی ۔ مثلاً ہیپاٹائٹس کے حوالے سے ہمارے لاکھوں لوگ مر رہے ہیں ان کو علاج مل نہیں رہا لیکن اس پر کچھ نہیں ہوا ۔ مثلاً میں نے یہاں پر کہا تھا چانڈکا میڈیکل کالج ہسپتال لاڑکانہ کے لیے M RI مشین کے لیے' assurance committee میں وعدہ کیا گیا تھا کہ یہ چھ ماہ کے اندر ہو گا' بارہ مہینے گزر گئے وہ مشینیں نہیں دی گئیں۔ جمقم کے ڈاکٹر صفدر برکی کے لیے میں نے یہاں فیض گنج point of order پر کہا تھا ابھی تک ضمانت کے باوجود رہائی نہیں ہو رہی اور ہمارے جمعیت العلمائے اسلام کے تحصیل پکاچانگ کے سیکریٹری جنرل حافظ خان محمد چاند صاحب ایجنسیوں کی تحویل میں ہیں لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا ہے۔ آج جو میں آپ سے التماس کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ یہاں OMG group کو انہوں نے نکال دیا ہے کہ-----

جناب قائم مقام چیئرمین : سینیٹر انیسہ طاہر خیلی صاحبہ you are the most wobbly Senator پلیز ہماری طرف دھیان دیں۔

Discrimination in Federal Services

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو : یہ نہایت اہم مسئلہ ہے ۔ سندھ کے ساتھ خاص طور پر نا انصافی ہو رہی ہے اور سندھیوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے ۔جان بوجھ کر ' اس کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ میں انتہائی اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ CSS کے امتحان سے OMG گروپ کو نکال دیا گیا ہے ۔ ۷۰ء میں بھٹو صاحب نے یہ سلسلہ شروع کیا تھا ۔ ۸۱ء میں ضیاء الحق صاحب نے اس کو ختم کیا پھر ۸۹ء میں بے نظیر صاحبہ نے اس کو دوبارہ revive کیا ۔۹۹ء میں صدر پرویز مشرف صاحب نے اس کو پھر ختم کر دیا تو میں مطالبہ کرتا ہوں کہ CSS گروپ کے ذریعے OMG گروپ والوں کو حق دیا جائے کہ وہ آگے آئیں ۔ اس وقت صورت حال یہ ہے

کہ سنٹرل سلیکشن بورڈ کا جو اجلاس ہوا سات نومبر ۲۰۰۷ء کو، وہاں پر ۴۵ افسران کی پروموشن کے لیے سفارش کی گئی تھی۔ جس میں آٹھ سندھی افسر تھے جن کی recommendation ہوئی ان میں سے کسی ایک کا پروموشن نہیں ہوا اور وہ سارے نام اور ساری تفصیل آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس وقت جو short fall ہے، یہاں پر پاکستان فیڈرل سیکریٹریٹ میں صوبہ سندھ کے حوالے سے BPS 22 میں سندھ رورل کا ایک بندہ کم ہے اور BPS 21 میں دو بندے کم ہیں۔ BPS 19 میں صوبہ سندھ سے ۱۳ بندے کم ہیں اور BPS 18 میں ۳۴ آدمی کم ہیں اور BPS 17 میں فیڈرل سیکریٹریٹ میں ۴۴ لوگ کم ہیں۔ ہم اس پر بار بار چیخ و پکار کر رہے ہیں کہ بھائی صوبہ سندھ کو اپنا جائز حق ملنا چاہیے۔اب BPS 22 میں جو ہمارے سندھ کے افسران ہیں تقریباً ۲۱ میں سے total 6 ہیں۔ جن میں ---

جناب قائم مقام چیئرمین : جی جی House in order please, Senator Enver Baig, come to your place.

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو : میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ وفاقی محکمہ جات میں ہمارے صوبہ سندھ کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ اس کا ازالہ کیا جائے۔ یہ تمام اعداد و شمار میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ آپ یا تو اس کو کمیٹی کے حوالے کریں یا کوئی تحقیقات کرائیں اور ہماری ان شکایات کا ازالہ کریں۔ سندھ پاکستان کا حصہ ہے۔ اٹوٹ انگ ہے، باب الاسلام ہے، پاکستان کے حوالے سے پہلی قرار داد صوبہ سندھ نے منظور کی۔ قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق صوبہ سندھ سے ہے۔ کیا ان چیزوں کی وجہ سے ہمارے ساتھ یہ زیادتیاں کی جا رہی ہیں۔ میں التماس کرتا ہوں کہ ان ناانصافیوں کا ازالہ ہونا چاہیے۔ آپ اس مسئلے کو کسی کمیٹی کے حوالے کریں، تحقیقات کرائیں اور جو مظالم کیے جا رہے ہیں ان سے ہمیں چھٹکارا دلایا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : شکریہ، ہماری جو committee on rules of procedure ہے سب چیزیں وہ recommend کر دے گی جہاں ان کو بھیجنا چاہیے۔ جی لیاقت بنگزئی۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب ! آپ نے مجھے موقع عطا فرمایا۔ جناب چیئرمین! کراچی سے لے کر کوئٹہ تک جو ہائی وے تعمیر ہو رہی ہے اس میں خصوصاً قلات اور کوئٹہ سیکشن میں کڈی کوچہ سے لے کر کوئٹہ تک Hasnain coatex company نے یہ ٹھیکہ لے لیا ہے لیکن آپ کو سن کر حیرت ہوگی کہ طویل ترین division جو ساٹھ میل لمبی ہے ' عرصہ چھ ماہ تک اس پر پانی کا کوئی چھڑکاؤ تک نہیں ہوا ہے-----

جناب قائم مقام چیئرمین: نہ grader چلایا ہوگا۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: نہ grader چلایا ہے نہ اس پر کام ہوا ہے اور حالیہ دنوں میں ہمارے جو اس وقت وزیر نصیر مینگل صاحب تھے' ان کا ایکسیڈنٹ بھی ہوا' چھ آدمی زخمی بھی ہوئے' ان کی گاڑی تباہ ہوئی' ہم نے FIR درج کروا دی اور یہ ہمارے معمولات ہیں روزانہ آٹھ دس گاڑیاں وہاں الٹی ہوتی ہیں' ان کو حادثہ پیش آ رہا ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے ہمارے جو منسٹر مواصلات ہیں ان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ خدارا! اس مصیبت سے ہماری جان چھڑائی جائے کیونکہ وہاں پر آئے دن حادثات ہو رہے ہیں۔

نمبر۲۔ جناب چیئرمین! خضدار انجینئرنگ یونیورسٹی ہمارے بلوچستان کی واحد یونیورسٹی ہے یہاں پر الیکٹریکل شعبہ کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ مکینکل کی دی جاتی ہے' سول کی دی جاتی ہے اور اس کے علاوہ اور شعبے ہیں لیکن الیکٹرونک وہ شعبہ ہے جس سے آج تک ہماری یونیورسٹی محروم چلی آ رہی ہے ۔ہمارے وہاں کے بچے در بدر پھر رہے ہیں۔ وہ کبھی کراچی یونیورسٹی جاتے ہیں کبھی پشاور جاتے ہیں اور ان کو داخلہ نہیں ملتا ہے جبکہ آپ کو معلوم ہے کہ موجودہ دور الیکٹرونک کا دور ہے۔ اس ضمن میں ایجوکیشن کمیشن سے میری یہ پرزور سفارش ہے کہ خضدار انجینئرنگ یونیورسٹی میں فوری طور پر الیکٹرونک شعبے کی کلاسوں کا اجراء کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ ' پہلے والے مسئلے ہائی وے کو ہماری جو مواصلات کی کمیٹی ہے اس کے حوالے کرتے ہیں اور اس کے چیئرمین کو suggest کرتا ہوں کہ he should go and visit and take the the officials and Minister there. موقعے پر جا کر--- وہ سارا بھی کراتے ہیں بلوچستان ان کو لے آتے ہیں۔ ابھی موسم بہتر ہو گیا ہے۔

بلوچستان کے حالات اتنے خراب نہیں ہیں جتنا لوگ گھبراتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل، ہماری ژوب والی ہائی وے بھی چیک کرانی پڑے گی۔ جی بالکل we have to bring them to the field now. اور آخری shortest point of order پر آتے ہیں۔ سینیٹر انور بیگ صاحب۔

Extensions and Reappointments after Retirement in Federal Services

سینیٹر محمد انور بیگ: جناب چیئرمین! ۲۳ فروری کو ایک news item آیا law its a cinema scope scene یہ ہے amended for one blue eyes Babus. Scene

Mr. Acting Chairman: 70 MM.

Senator Muhammad Enver Baig: That the Principal Secretary to the Prime Minister Mr. Khalid Saeed, that is a subject, scene یہ ہے جناب! کہ پیمرا چیئرمین کا slot vacant ہوا۔ ایک اشتہار آیا ۱۶ اکتوبر، ۲۰۰۷ کو، 72 persons applied for the job اور اس کے اندر qualification تھی

20 years experience in Law, Business, Engineering, Finance, Accounting, Economy and Utility Businesses

اب خالد سعید صاحب کے پاس جب یہ advertisement ہوا، interviews ہوئے اور interviews میں

there were three Federal Secretaries who took the interviews of all these candidates. That was the Establishment Secretary, Cabinet Secretary and the Water & Powers Secretary

I do not want to take the names of those five people پانچ آدمی short list ہوئے جب Prime Minister صاحب کے پاس وہ نام approval کے لئے گئے تو خالد سعید صاحب

نے یہ فائل اپنے پاس رکھی اور رکھنے کے بعد انہوں نے کوئی action نہیں کیا۔ پتا نہیں Prime Minister صاحب کو misguide کیا۔ کیا کیا۔ Prime Minister صاحب نے qualification میں ایک amendment کی 21st of February, 2008 کو۔

اب جناب! اس کے بعد کیا ہوا کہ خالد سعید صاحب نے اپنے آپ کو nominate اس job میں کروا دیا کہ یہ جتنی qualifications laid down تھیں وہ نہیں ہیں اور یہ خالد سعید صاحب

has also been recommended to the World Bank for the Executive Director slot for four years. I am sorry to say, I mean, I have great respect and regard for our Chairman who now happened to be the caretaker Prime Minister

جناب اتنی discrepancies کیوں ہو رہی ہیں۔ یہ بابو کیا کر رہا ہے۔ Prime Minister کے ساتھ جو ان کو اتنے مراعات دیے جا رہے ہیں۔ یہ کیا سلسلہ ہے۔ I mean the laws have been changed, amended, I mean ایک bureaucrat کو accommodate کرنے کے لئے A man who is not qualified for the job. Sir, I would like to request this House میں سب اپنے دوستوں سے appeal کرتا ہوں کہ جناب! یہ چیز نہیں ہونی چاہیے۔ And this should be stopped and if the gentleman is retiring on a given date let him retire but he will not go on this start as نیپرا کا چیئرمین because he does not qualify for this job. I mean, who is responsible. Any honourable Caretaker Minister to respond to these allegations?

Mr. Acting Chairman: I think you have a point, I personally agree with you. One man for the job and personally I feel hot burning in the lower echelons ان کو یہ extension ختم ہونی چاہیے۔ یہ سارا آپ کا موقع نہیں ملتا۔

سینیٹر محمد انور بیگ: جناب! میں تو request کرتا ہوں میرے honourable colleagues sir کہ یہ غلط کام ہوا ہے۔ جناب! For God's sake now it is time but جناب! میرے آنے سے پہلے وہ جو Chairman Senate کے we say wrong is wrong مراعات discuss ہوئے وہ بھی کتنی غلط چیز ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Hopefully بہت جلدی Wrong will be made into right

سینیٹر محمد انور بیگ: جناب! وہ Ambassador بھی ہے اور یہاں Minister بھی ہے۔ آپ صاحب جو ہیں ممبر پلاننگ کمیشن بھی ہیں اور وہ Health Minister بھی ہیں۔ Sir dual charge یہ تو triple charge ہو گیا۔ I would request that all my colleagues in this House یہ پاس کریں کہ----

Mr. Acting Chairman: You want to support this order.

(Interruption)

جناب قائم مقام چیئرمین: Please ایک بولیں ناں ایک وقت پر۔ آپ بھی چھ اکٹھے بولتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے چھ----

سینیٹر گلشن سعید: مختلف secretaries جو ہیں اس بات پر تڑپ رہے ہیں کہ ان کو World Bank کیوں بھجوایا جا رہا ہے۔ ان کو پیمرا کا چیئرمین بھی لگا دیا۔ یہ پرنسپل سیکرٹری بھی بن گئے۔ جناب والا! یہ لوگوں کے ساتھ بڑی ناانصافی ہے۔ ایک آدمی کو جو کہ اس سال میں retire ہونے والا ہے۔ retirement میں اس کا نام آیا ہوا ہے۔ جناب والا! اس چیز کو روکیں اس کو retire کریں۔ بس جائیں۔ Enough is enough ختم ہو گیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ بالکل صحیح کہہ رہی ہیں۔ بات سنیں غور سے۔

ہے وقت شہادت ہے آیا بھاگ ذرا

You should not run away and face اس position میں سب بھاگے جا رہے ہیں بھائی and serve. اس طرح نہ کریں۔

(Interruption)

Mr. Acting Chairman: I think, there is total consensus in the House that one officer should be for one job and the extensions should come to an end

یہ دو چیزوں پر there is unanimity, unanimity بس۔ سینیٹر فاروق اے نائک۔

سینیٹر فاروق حامد نائک: یہ جو آپ نے بڑا اچھا consensus کا حصہ resolution پاس کیا ہے مگر یہ جو particular officer ہے اس کے لئے آپ ایک particular resolution دیں تا کہ یہ officer چارج نہ لے سکے۔

(Interruption)

Mr. Acting Chairman: The feelings of the House will be conveyed and I think it will be a unanimous resolution.

(Interruption)

Mr. Acting Chairman: OK. Move the Resolution.

Senator Mian Raza Rabbani: The Senate of Pakistan takes notice of the fact that Mr. Khalid Saeed, Principal Secretary to the Prime Minister has been appointed as Chairman NEPRA which is against the accepted norms and this House further observes that a bureaucrat should hold only one office at a time.

Mr. Acting Chairman: Government official

کا word use کریں۔ Bureaucrats خاص crats ہو جاتے ہیں۔ جی سینیٹر احمد علی صاحب۔

سینیٹر احمد علی: جناب! آپ نے مجھے فلور دے دیا ہے۔ ہوا کتنی تیز change ہوئی ہے آج مجھے اندازہ ہوا ہے۔ گورنمنٹ والے بھی گورنمنٹ کے خلاف بول رہے ہیں۔ واہ واہ! کیا اچھی بات ہے لیکن single آدمی کو نہیں بنایا، میں نے جنرل بات کی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جنرل بات کی ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Because it was on a specific issue. We move the resolution. Kindly put the resolution to the House.

Mr. Acting Chairman: I put the Resolution to the House.

(The resolution was adopted)

جناب قائم مقام چیئرمین: بھئی میں تو ابھی کچھ نہیں کہوں گا' ہم تو اس پوزیشن میں ہیں کہ "اف اللہ' ہم تو کچھ کہہ بھی نہیں سکتے" ہم تو بالکل خاموش ہیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھہرے ہوئے ہیں' سائیں' ہم کدھر جائیں گے۔ جی کامران مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! یہ جو resolution pass کیا ہے' میں اس میں ایک چھوٹی سی amendment move کرنا چاہتا ہوں کہ law should not be amended in the manner in which it has been amended sir. ایک general rule بنائیں کہ ایک آدمی کے لیے اس طرح سے law کو پکڑ کر----

(مداخلت)

Senator Farooq Hamid Naek: The law should not be specific for the benefit of an individual.

Mr. Acting Chairman: Law should not be specific of an individual.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جی اس میں یہ amendment کیجئے جناب۔ ایک بات اور جناب! Caretaker government کا ایک خاص مقصد ہوتا ہے' یہ نہیں کہ اتنی بڑی بڑی appointments کرے۔ جناب! 23 فروری کو یہ appointment کی ہے' اس سے پہلے 10 فروری کو جناب مشتاق ملک صاحب' چیئرمین پیمرا کی appointment کی ہے---

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضٰی: شیم۔ کیا اتنے بڑے بڑے یا اس طرح کے مسائل Caretaker government نے حل کرنے تھے جناب۔ آپ آنے والوں کے لیے کیا چھوڑ رہے ہیں؟ آپ کا کام یہ تھا کہ 18 فروری کو الیکشن کروائیے اور اس کے بعد گھر جائیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آنے والے سب ان کو re-do کر دیں گے اس میں کون سی بات ہے؟ سیاسی حکومتوں کو آپ نے دیکھا نہیں ہے؟ یہ سب لوگ آپ کو parks میں walk کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ آپ فکر کیوں کرتے ہیں؟

سینیٹر کامران مرتضٰی: ایک چیئرمین 10 فروری کو appoint کر دیا ہے دوسرے کو 23 فروری کو appoint کر دیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ دیکھنا سیاسی حکومت کیا کرتی ہے۔ I was a youngster جب میں نے ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کو بھی دیکھا۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: اگر وہ بھی کریں گے تو ہم ان کو اس سے زیادہ oppose کریں گے، اس سے زیادہ tough time دیں گے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: نثار میمن صاحب۔

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور: پہلے سے زیادہ سیاسی حکومت آ گئی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، جی۔

Senator Nisar Ahmad Memon: May I have the floor sir?

Mr. Acting Chairman: Please Senator Nisar Memon Sahib.

Senator Nisar Ahmad Memon: Mr. Chairman, I just have witnessed and there was a question raised that just before the elections, a

new PEMRA Chairman was appointed. Let me very clearly state on the floor of this House that the Chairman PEMRA is appointed according to the rules. There is an Ordinance whereby he was appointed for a fix period of four years and the four years term finished around 12th or 13th, that was the date, I may not remember exactly but it was much before the 18th of February. Now the question is that this is well within the authority of any government to continue to work and exercise his mandate and the power to run the government and therefore, I totally reject this acquisition that was done for any other purposes. We have to run the government until such time the next government ....

(Interruption)

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! میں اس کا جواب دوں گا۔

Senator Nisar Ahmad Memon: Now the question is; I have responded to this to put the fact correct that this was not a violation. In fact what has been talked about will be against the rules of the game. I would also like to urge to put forward a resolution, if you allow me that whatever business you want to conduct as a Chairman, we respect you sir, but resolution moved must be presented in a form which is legible, where the words have well defined, if it is to be put to a vote or anything. I have voted against it because there was no text in front of anybody. There was also, the question is, are we going out of the Rules of Business, while the government is running because of the Rules of Business. Are we talking rule of law....

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ بات کر لیں he is also on a point of order.

Senator Nisar Ahmad Memon: The rule of law would mean that the government must run according to the rules and laws. Thank you.

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک منٹ۔ جی سینیٹر رزاق تھہیم صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب! میری بات سنیں، میں جواب دوں گا۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: رزاق تھہیم صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: ایک منٹ میری بات سنیے، جن کی اپنی عمر ساٹھ دن تھی، انہوں نے چار سال کے لیے ایک بندے کو appoint کیا اور کہتے ہیں کہ یہ ہم نے according to rule کیا اور الیکشن سے صرف چھ دن، چار دن پہلے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی سینیٹر تھہیم صاحب۔ Please don't get into... I have given the floor ... ایک منٹ بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک منٹ بیٹھ جائیں۔ Please take your seat. please take your seat. Senator Razzaq Thahim has taken the floor. انور بیگ صاحب، جی۔

Senator Justice (Retd) Abdul Razzaq A. Thahim: Mr. Chairman, resolution has been moved in the House. It has been passed. After that my brother with regret and hesitation says that has challenged the powers of the Chairman which is unlawful, unparliamentary. The resolution stands passed.

(Desk thumping)

Mr. Acting Chairman: Let us move forward. Before we move on to the motion....

(Interruption)

Senator Nisar Ahmad Memon: The resolution is very simple. Whatever business we conduct, the government must run according to the Rules of the Business until and unless those Rules of the Business are changed. That is exactly what I am saying. Rule of law...

Mr. Acting Chairman: Nisar Memon Sahib, I am like a brother to you. Special circumstances demand special decisions. This is that, so many things have been happening in the last five years, please do not get into it.

Senator Nisar Ahmad Memon: Sir, I respect that Chair but this is ....

sir, we lay two reports first' جناب قائم مقام چیئرمین، جناب' ایک منٹ

reports دو with the permission of the House. ہیں'

they have to be just presented. Then we will get on to the reports of the Standing Committees presented. Senator Zafar Iqbal Sahib, please present the report.

Senator Zafar Iqbal Chaudhary: I, Zafar Iqbal Chaudhary, lay before the august House the report of the Standing Committee....

جناب قائم مقام چیئرمین: پڑھیں ناں' اصل میں وہ آج advance میں چلے گئے

ہیں۔

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری: جناب! رپورٹ دے دی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پڑھیں ناں۔

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری: پڑھ لی ہے جناب! پڑھ دی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پڑھیں۔

Senator Zafar Iqbal Chaudhary: I, Zafar Iqbal Chaudhry, Chairman Standing Committee on Sports and Culture lay before this august Houst the report of the Standing Committee on Tourism, Culture, Sports and Youth Affairs. Thank you.

Mr. Acting Chairman: The report stands presented. Senator Dilawar Abbas may move item No. 4.

(Interruption)

Mr. Acting Chairman: It has been presented sir. No, he has to present it.

(Interruption)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی سینیٹر دلاور عباس صاحب۔

Senator Syed Dilawar Abbas: I beg to present the Committee's report No. 5 for the period from January to June, 2007 and the report to be placed before the House. Thank you.

Mr. Acting Chairman: The report is laid before the House. Senator Zafar Iqbal's report is also laid before the House. Leader of the House may kindly move the resolution please.

Senator Wasim Sajjad: Sir, as is known there was...

(Interruption)

Mr. Acting Chairman: House in order please. Senator Enver Baig Sahib, please give me a good look. Look this way. Leader of the House has taken the floor.

Senator Wasim Sajjad: Sir, as is known certain caricatures appeared in the Danish press which have shocked and angered the people of Pakistan. The resolution is being moved on behalf of the entire House and the co-signatories of this resolution are Senator Professor Khursheed Ahmed, Senator Mian Raza Rabbani, myself, Senator Mushahid Hussain, Senator Liaqat Bungelzai, Senator Moulana Gul Naseeb Khan and any other Senator who wishes to sign this is welcome to do so.

(Interruption)

Senator Wasim Sajjad: Any one. So, it is on behalf of all the parties. Senator Justice (Retd.) Abdul Razzaq Thahim, as the PML (F)....

Mr. Acting Chairman: And all parties and all members, entire House.

Senator Wasim Sajjad: Anisa representing PPP (Sherpao), ANP, entire House. It is a resolution of the entire House representing the sentiments of the entire House. Sir, I, with your permission read this resolution.

"The Senate of Pakistan condemns in strongest terms the publication in Denmark of the globally condemned blasphemous cartoons caricaturing the Holy Prophet of Islam (PBUH). Serious tensions are brewing in Holland because of a sacrilegious film against Islam. All these

efforts seem to be part of a campaign aimed at denigrating Islam, insulting Islamic role models and injuring the feeling of the Muslims the world over. These outrageous attacks may also be a part of game-plan to provoke some persons into violent reaction.

The Senate of Pakistan regards these attacks on Islam and its Prophet (PBUH) as a moral crime, a religious outrage and part of a political campaign directed towards a clash of civilizations. It can also have serious implications for harmonious relations between different religious communities. Such malicious acts cannot be accepted in the name of freedom of expression. While freedom of expression is sacrosanct, it cannot be allowed to become freedom to insult, slander, libel, abuse and provoke. It is height of hypocracy that some of the countries of Europe which have made the denial of Holocaust as a crime punishment with imprisonment, have given free licence to fanatics to demonise Islam and promote hatred and conflict amongst religious communities.

While condemning these efforts the Senate asks the Government of Pakistan to take appropriate and effective steps to mobilize the governments and people of all Muslim and peace-loving countries of the world to resort to all necessary diplomatic and other measures to condemn and counter these efforts which threaten peace and harmony between the different religions and cultures." Thank you sir.

Mr. Acting Chairman: I think, there is no opposition with the resolution. So, I put the resolution to the House.

(The Resolution was passed unanimously)

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا ربانی صاحب آپ motion move کر لیں- So that after prays, we can take it up.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move that Under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirements of Rules 22, 23, 26, 27, 76 and 120 of the said rules be dispensed with, in order to discuss the following motion. "The House may discuss the overall political situation in the country."

Mr. Acting Chairman: Since the motion is an agreed one, it is carried. Leader of the House and Opposition may give speakers list please and we adjourn now for the *Maghrib* prayers and we get togather back at 6.30 p.m.

(The House was then adjourned to meet again at 6.30 p.m.)

(Proceeding after interval for Maghreb prayers)

جناب قائم مقام چیئرمین: رازق خان صاحب آپ ایک مسئلے کے سلسلے میں Chambers میں آئے تھے وہ سارے ہاؤس کے نوٹس میں لے آئیں-

سینیٹر عبدالرازق: جناب چیئرمین! میرے ساتھ Police Department کی طرف سے زیادتی ہوئی تھی اور میں نے اس سلسلے میں ایک application Interior Secretary کے نام پر دی تھی لیکن اس بارے میں action delay ہو رہا ہے- میری request ہے کہ میری وہ application Committee on Interior کو refer کر دی جائے تاکہ اس پر کارروائی ہو سکے-

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ application کو ہمارے چیئرمین کے ذریعے Secretariat کو بھیجیں۔ میں یہ ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ سینیٹر صاحب کے ساتھ جہلم پولیس نے زیادتی کی ہے۔ ہمیں ان incidents کو check کرنا ہے۔ اگر سینیٹرز کے ساتھ ایسا ہوتا ہے تو پھر عام آدمی کا جو حشر نشر ہوتا ہے اس کا آپ خود اندازہ لگا لیں۔

Mian Raza Rabbani Sahib please take the floor regarding the debate on the political situation.

Discussion on the Overall Political Situation in the Country

Senator Mian Raza Rabbani: Thank you sir.

جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا۔ یقیناً جو ہمارا پچھلا سیشن ہوا تھا اس سیشن اور اس سیشن کے دوران ایک واضح تبدیلی پاکستان کے سیاسی افق کے اوپر آئی ہے اور وہ تبدیلی ملک میں عام انتخابات جو 18 فروری کو کروائے گئے تھے اس کے نتیجے میں سامنے آئی ہے۔ میں یہاں پر یہ بات House کے record پر کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت کہا جا رہا ہے کہ Caretaker Government نے اور جنرل مشرف نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے اور صاف و شفاف انتخابات ملک میں کروائے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انتخابات پہلے دن سے pre-poll rigging ایک بہت بڑے پیمانے پر کی گئی اور اس pre-poll rigging کے نتیجے میں constituencies کو تبدیل کیا گیا' voters' list کو تبدیل کیا گیا۔ بہت بڑے پیمانے کے اوپر judicial officers کے تبادلے کیے گئے ' police officers کے تبادلے کیے گئے اور بدقسمتی سے جب Caretaker حکومت آئی تو اس Caretaker حکومت نے بھی تبادلوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ ناظمین کو روکنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ بہت بڑے پیمانے پر development funds as political bribe استعمال کیے گئے اور جو اس وقت کی حکومتی پارٹی تھی اس نے جس طریقے سے سرکاری فنڈوں کا استعمال کیا۔ اپنے political agenda کو media کے ذریعے آگے بڑھانے کے لیے' اس سے pre-poll rigging کا ایک منظر ہمارے سامنے رہا اور بدقسمتی سے اس پورے عرصے میں پاکستان کا الیکشن کمیشن اپنی آئینی responsibilities اور obligations اور

duties کو پورا کرنے میں مکمل طور پر ناکام رہا۔ الیکشن کمیشن ایک subsidiary of the executive کے طور پر function کرتا رہا اور پاکستان کے آئین کی دھجیاں ایک بار پھر اڑائی گئیں۔

اسی طرح جناب چیئرمین! polling day پر بھی selective rigging ہوئی اور اس selective rigging کے نتیجے میں آپ نے دیکھا کہ جو عوام کا mandate تھا اس کو subvert کرنے کی کوشش کی لیکن میں سلام اس وقت پیش کرنا چاہتا ہوں سینیٹ کے floor سے ان تمام سیاسی کارکنوں کو جنہوں نے ڈٹ کر اٹھارہ تاریخ کو اس کا مقابلہ کیا اور میں سلام پیش کرنا چاہتا ہوں پاکستان کے عوام کو جنہوں نے بڑی تعداد میں نکل کر اس بات کو ناممکن کیا کہ اٹھارہ تاریخ کو ایک بار پھر الیکشن کو rob کر لیا جائے کیوں کہ ہم نے یہ بات دیکھی ہے جناب چیئرمین! کہ چاہے وہ جنرل درانی ہوں، چاہے وہ جنرل حمید گل ہوں یا چاہے وہ جنرل احتشام ضمیر ہوں، ان سب نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے ان کا ادارہ elections کے اندر ملوث رہا ہے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ 2002 کے elections میں جنرل مشرف نے از خود یہ ہدایات دی تھیں کہ ان elections میں کس طریقے سے، کون سے لوگوں کو اور کون سی قوتوں کو کامیاب کرنا ہے لیکن بہرحال ہم سمجھتے ہیں کہ اٹھارہ فروری کا جو mandate ہے وہ بڑا واضح mandate ہے۔ اٹھارہ فروری کا جو mandate ہے وہ ایک referendum تھا اور وہ referendum جنرل مشرف کے خلاف تھا۔ اٹھارہ فروری کو پاکستان کے عوام نے ان تمام سیاسی قوتوں کو جو جمہوریت کی جدوجہد کو لے کر آگے بڑھ رہی تھیں، ان تمام سیاسی قوتوں کو جنہوں نے اس ملک میں آئین کی حکمرانی کی بات کی، ان تمام سیاسی قوتوں کو جنہوں نے اس ملک میں عدلیہ کی حکمرانی یا آزادی کی بات کی، ان کے حق میں انہوں نے ایک بڑا واضح mandate دے دیا۔

دوسری طرف اٹھارہ فروری کا جو mandate تھا وہ ایک بڑی clear rejection تھی شوکت عزیز کی ان economic policies کی جس نے پاکستان کو آج اس دہانے پہ لاکر کھڑا کردیا ہے۔ وہ بڑی clear rejection تھی کہ پاکستان کے عوام اب آئندہ کسی باہر کے banker کو یہ اجازت نہیں دیں گے کہ باہر کے ممالک کا banker پاکستان میں آکر پاکستان کا

وزیر اعظم بنے اور پھر بین الاقوامی مالیات کے سامراج کے تحفظ اور ان کے interests کا تحفظ پاکستان کے اندر کرے۔ شوکت عزیز کی policies نے multinationals کے interests کا تحفظ کیا۔ شوکت عزیز کی economic policies نے اس ملک کے اندر cartels کو جنم دیا۔ اس ملک کے اندر، آج جو آٹے کا بحران ہے وہ اس کی policies کی بنیاد کے اوپر ہے۔ چینی کا بحران ہوا، وہ اس کے دور کے اندر ہوا۔ سیمنٹ کا بحران ہوا، وہ اس کے دور کے اندر ہوا اور پھر اس بات کو اگر ہم چھوڑ بھی دیں تو اٹھارہ فروری کا mandate اس بات کا mandate تھا کہ اب کسی کو اس بات کی اجازت نہیں ہوگی کہ وہ اونے پونے داموں پاکستان کے سرمایے کو بیچ سکے۔

Shaukat Aziz was caught with his hands in the tills. سٹیل ملز کے اندر

اس سے بڑی indictment پاکستان کی سپریم کورٹ نہیں دے سکتی لیکن آج ہم کیا دیکھتے ہیں کہ جہاں سے وہ آیا تھا ملک چھوڑ کے وہ آج ملک سے باہر جا کر بیٹھ گیا ہے۔ ہم یہ بات سمجھتے ہیں کیوں کہ موجودہ حکومت نے، جو caretaker government ہے خود اس نے یہ بات کہی ہے کہ جناب، اس دور کے figures, cooked figures تھے۔ انہوں نے خود ایک کمیٹی تشکیل دی ہے کہ وہ ان figures کو چیک کریں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ جو آئندہ آنے والی حکومت ہوگی وہ اس بات کی ضرور چھان بین کرے گی۔

Then Mr. Shaukat Aziz should be called before the bar of Parliament. He should be called before the bar of the Parliament and made accountable for his policies. He should be made accountable for the fact that why did he mislead the nation.

جناب چیئرمین! اٹھارہ کے mandate نے ایک بار پھر یہ بات ثابت کردی کہ جیسے ہندوستان کے اندر Shining India کا جو slogan تھا اسی طرح پاکستان کے اندر جو trickle down effect کا slogan تھا they fell like a house of cards. جناب چیئرمین! اٹھارہ فروری کے mandate نے اس بات کو بھی ثابت کردیا کہ پاکستان کے عوام تین نومبر کے اقدام کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اٹھارہ فروری کے mandate نے اس بات کو واضح

کردیا

that we do not accept the PCO. We feel that there was no legitimate justification for the imposition of martial law in this country. There was no legitimacy to put the Constitution in abeyance.

جناب چیئرمین! یہ بات بڑی واضح ہوگئی کہ PCO کو پاکستان کے عوام تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور اسی طرح وہ تمام اقدامات جو PCO کے تحت کیے گئے۔ جہاں تک judiciary کا تعلق ہے، پاکستان کے عوام اس کو بھی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین صاحب! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بہت ضروری ہے کہ اس ملک کے اندر ایک آزاد عدلیہ ہو۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بہت ضروری ہے کہ آئین کے تحت جو trichotomy of power دی گئی ہے، اس کے تحت تینوں ادارے اپنا اپنا کردار ادا کریں کیوں کہ جب تک trichotomy of power کو respect نہیں کیا جائے گا، اس وقت تک ایک democratic functioning under the Constitution ممکن نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا موقع ہے جب اس 8 سالہ دور کے اندر ایک deliberate attempt کے تحت پاکستان کے تمام systems کو، پاکستان کے تمام institutions کو deliberately dismantle کیا گیا۔ یہ ایک ایسا موقع ہے جب federation has been weakened. Mr. Chairman, it is time when the pendulum can swing either way and it is now up to the prudents of the democratic forces who have taken part or who have not taken part in the elections.

میں یہاں پر سینیٹ کے اس floor کو استعمال کرتے ہوئے آپ کی وساطت سے ان سیاسی جماعتوں کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اپنی political wisdom کے تحت یہ سمجھا کہ وہ الیکشن کا boycott کریں۔ ہم ان کے اس decision کی respect کرتے ہیں۔ ہم نے election کے اندر حصہ لے کر جمہوری عمل کو آگے بڑھایا اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے الیکشن سے باہر رہ کر جمہوری عمل کو آگے بڑھایا۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ہمارے

اس سے پہلے بھی تمام مقاصد یکساں تھے اور آج بھی ہمارے اور ان کے تمام مقاصد وفاق کے لیے، ملک میں بحالی جمہوریت کے لیے ایک جیسے ہیں اور یکساں ہیں۔ لہذا آج ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک national reconciliation کی ضرورت ہے۔ آج تمام جمہوری سیاسی قوتوں کو اکٹھے ہو کر ایک limited programme کے لیے، ایک limited مقصد کے لیے، وفاق کو بچانے کے لیے، آئین کو بحال کرنے کے لیے، اداروں کا تقدس واپس لانے کے لیے، پارلیمنٹ کو empower کرنے کے لیے اپنی جدوجہد مشترک کرنی ہوگی اور ایک national consensus develop کرنا ہوگا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پارلیمان کو با اختیار ہونا چاہیے۔

Parliament should be sovereign. We believe there is no room in a parliamentary form of democracy for a provision like Article 58-2 (b). We are committed under the Chartered of Democracy. We are committed under the manifesto of Pakistan Peoples Party to do away with the Article 58-2 (b). We believe that there is no room in the Constitution for a political role of the army; that the role of Pakistan's Armed Forces have been defined under the Constitution, under Article 253 and 245 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan. And therefore, the National Security Council is an infringement on that role. We are committed under the Chartered of Democracy and the manifesto of Pakistan Peoples Party to do away with the National Security Council. We believe that Parliament is the supreme body. We believe that the will of people of Pakistan, that the will of federating units of Pakistan, is reflected through this Parliament. The will of people through the National Assembly and the will of the Federation, of the federating units through the Senate of Pakistan. Therefore, it shall be our endeavour and we give this clarion call to all democratic forces that let us give Parliament its rightful place, let

us make Parliament the strongest that it has ever been, so that no adventurer in the future can cast his eyes on Parliament.

Mr. Chairman, you would recall in history that Pakistan had earlier two Constitutions. There was the Constitution of 1956 and there was the Constitution of 1962. Both the Constitutions Mr. Chairman, lack the national consensus and therefore, what happened? What happened Mr. Chairman, was that the authors of that very constitutions asked for its abrogation because they said that they have failed to fullfil the needs of the people but what happened to the Constitution of 1973 Mr. Chairman, it was a document of national consensus, it was a document signed by all political parties. We could have gone alone in that endeavour but we did not. We created a consensus within Parliament. We created a consensus outside the Parliament. We created a consensus amongst the federating units and therefore, Mr. Chairman, you shall see that the two persons who came after that in the shape of General Zia and General Masharraf, did not have the moral courage to abrogate that Constitution but they placed it in abeyance because it was the document that was made out of the will of the people through a consensus of all democratic and political forces. So, therefore, if we are able to give parliament that status through a national consensus that the musical chair that Pakistan has been witnessing for the last 60 years, shall come to an end. And perhaps the preamble of the Constitution shall take practical shape which says, we the people of Pakistan hereby give overselves this Constitution.

Mr. Chairman, I believe that while we are talking of national

reconciliation, while we are talking of a national consensus, while we are talking about empowering Parliament, while we are talking about making parliament supreme, alongside with this, there are certain scars. There are scars which still are very deeply on the federation and those scars need to be healed simultaneously and those scars; one of the worst scar and which has echoed so many time in this House but that echo has alas! fallen on deaf ears, is the scar of Balochistan. We believed that the Army operation in Balochistan was uncalled for.

(Desks thumping)

Senator Mian Raza Rabbani: We believed that the army operation in Balochistan must be stopped immediately. Without the stopping up of army operation, there can be no forward progress made in a political reconciliation with the province of Balochistan. Mr. Chairman, we believe that the people of Balochistan have a right over their national resources. That is a right which is guaranteed to them under the Constitution of Pakistan and if they ask for that right, is it their fat to be picked up in the darkness of the night, to be taken to an unknown place, to be kept there in detention, without their families be knowing where they are. And is it not a shame Mr. Chairman, that the state itself should become the kidnapper of its own citizens. The people whom it should be defending which is under the Constitution, its constitutional role. Therefore, we believe that all those missing persons should be released immediately.

(Desk thumping)

Senator Mian Raza Rabbani: All political prisoners in Balochistan, including Sardar Akhtar Mangal, should be released immediately. Yes, if you believe that the missing persons have committed a crime, the Senate is not here to give a licence but if you believe that they have committed a crime then charge against them. Bring them before a competent court of jurisdiction. Charge them in that court. Let them have an access to lawyers of their choice. Try them in an open court and if they are proved guilty, let the court sentence them. But, in the meantime, for God' s sake do what the Constitution demands from you and that is let them have a fair trial.

We also believe Mr. Chairman that we will have to, very seriously, see and look at their demands that the levys should continue in the province of Balochistan and police should not be allowed to come in. We also believe that we should look at the back that undue cantonments should not be built in the province of Balochistan where they are not required. These are the steps Mr. Chairman, that are required. We must put out our hands on those brothers in Balochistan who, at this time are out of our face, who have perhaps taken to the mountains. We need to talk to all of them. If we are to make this federation strong, if we are to make this federation a true federation then, each federating unit must feel that it shares power in Islamabad, must feel that it is an equal owner in the resources of the federation. Alongwith that Mr. Chairman, we also believe

that ,yes , the 1973 Constitution provides for provincial autonomy . It is unfortunate and I make an admission on the floor of this House that with exception governments have not been implementing the requirements of provincial autonomy in the 1973 Constitution . But we also realize that the time has moved forward and perhaps that the autonomy which was given in the 1973 Constitution is not enough and therefore , we must look forward to opening up a dialogue with our friends and talking to them on the question of provincial autonomy.

As far as the Charter of Democracy is concerned and as far as the manifesto of the Pakistan Peoples Party is concerned

ہم اس بات کے لیے committed ہیں کہ Concurrent List کو ختم کر دیا جائے لیکن ہم اس پر بیٹھ کر مزید بات کرنے کے لیے بھی تیار ہیں کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ جو آئین ہوتا ہے اور بالخصوص 1973 کا آئین ایک نہایت ہی خوبصورت document ہے۔ اس میں اتنی وسعت ہے اور ہر آئین میں اتنی وسعت ہوتی ہے کہ وہ وقت کے ساتھ grow کرتا ہے۔ اگر آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس کے اندر کچھ تبدیلیاں ہونی چاہییں' مثبت تبدیلیاں جو عوام کے حق میں جائیں' کسی ایک فرد کے حق میں نہ جائیں تو ضرور پارلیمان کو اس بات کا حق ہے کہ وہ آئین کے بنیادی ڈھانچے کو تبدیل کیے بغیر ان ترامیم کو لے کر آئے کیونکہ اگر آپ نے بنیادی ڈھانچہ تبدیل کرنا ہے تو پھر پارلیمان کے اندر اس کی روایت یہ ہے کہ پھر آپ constituent assembly کے لیے ایک الیکشن کروائیں۔ لہٰذا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ نہایت ضروری ہے کہ اس ایشو کو بھی دیکھا جائے اور نہ صرف دیکھا جائے بلکہ اس پر پیش رفت کی جائے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ اس پوری reform and change کے بنیادی طور پر دو compartments ہیں ' ایک structural جس کا میں نے ابھی آپ کے سامنے ذکر کیا' آئین اور آئینی ترامیم' قوانین اور rules of business کے اندر ترامیم' جس کی ضرورت ہوگی۔ یہ بھی درست ہے کہ ہمارے پاس دو تہائی اکثریت نہیں ہے لیکن سفر کا

آغاز ہم کرنا چاہتے ہیں اور انشاء اللہ کریں گے۔ اگر دو تہائی اکثریت نہ ہونے کی وجہ سے آئینی ترامیم نہیں ہوسکتیں تو جو قوانین کے اندر ترامیم کی ضرورت ہے وہ کی جائیں گی، جن رولز کے اندر ترامیم کی ضرورت ہے وہ کی جائیں گی اور اس وقت تک جس وقت دو تہائی اکثریت نہیں بن سکتی، اس وقت ایک national consensus develop کریں گے تاکہ تمام forces اس میں اکٹھی ہوں اور اس آئین کے اندر ترمیم لاسکیں۔

دوسری میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین جو نہایت اہم اور ضروری چیز ہے وہ economic situation ہے کیونکہ آج پاکستان کی مڈل کلاس اور working classes کا سب سے بڑا مسئلہ پیٹ کا مسئلہ ہے، مہنگائی کا مسئلہ ہے، آٹے کا مسئلہ، روزگار کا مسئلہ ہے۔ لہذا ہم سب کو اکٹھے ہوکر ان مسائل کی طرف بھی ساتھ ساتھ پیش رفت کرنی پڑے گی کیونکہ 18 فروری کا جو mandate ہے وہ economic reforms کا بھی mandate ہے اور اس کو بھی ہمیں ترجیح دینی ہوگی۔

میں آخر میں آپ کا نہایت شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا کہ میں اس بحث کا آغاز کرسکوں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: چوہدری محمد انور بھنڈر۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے اس موضوع پر مجھے بولنے کا موقع عطا فرمایا۔ یہ بہت ہی اہم اور موقع کے مطابق موضوع ہے۔ لیڈران نے بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا کہ اس موضوع پر سینیٹ میں بحث کی جائے اور موجودہ سیاسی صورتحال کا تجزیہ کیا جائے اور جائزہ لیا جائے کہ موجودہ صورتحال کس چیز کی متقاضی ہے اور ہمارا آئندہ لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے۔ اس میں سرفہرست کیونکہ حالیہ انتخابات ہوئے ہیں اس لیے وہی فہرست اول میں آئیں گے اور سب سے پہلے یہی جائزہ لینا ہوگا کہ حالیہ انتخابات کیسے ہوئے، کس طرح ہوئے۔ جناب والا! اگر میں یہ عرض کروں کہ یہ اسمبلی تھی جس نے پانچ سال پورے کیے اور پانچ سال کے بعد انتخابات ہوئے۔ ایک مقررہ مدت کے بعد ایک regularity ہماری سیاسی زندگی میں آئی۔ ہماری سیاسی زندگی میں اتفاق سے یا بدقسمتی سے regularity نہیں آسکی تھی

لیکن یہ پہلی بار ہے کہ ایک اسمبلی پانچ سال رہی اور ہمارے انتخابات وقت مقررہ پر ہوئے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ credit مسلم لیگ کی حکومت کو جاتا ہے کہ انہوں نے پانچ سال پورے کرنے کے بعد وقت پر انتخابات کا انعقاد کیا اور وقت پر انتخابات کرائے اور پھر یہ بات کہ یہ انتخابات کیسے ہوں گے ہم الیکشن سے پہلے سنتے رہے ہیں کہ پہلے ہی یہ واویلا شروع کیا گیا کہ دھاندلی ہوگی ' یہ الیکشن صحیح نہیں ہوں گے ' شفاف نہیں ہوں گے ' prepoll rigging کی گئی لیکن جناب والا! لوگوں نے دیکھا اور عوام نے محسوس کیا ' میڈیا نے دیکھا کہ یہ انتخابات صاف ہوئے ہیں' شفاف ہوئے ہیں یا ان میں کوئی دھاندلی کی گئی ہے' کوئی interference کی گئی ہے یا کوئی سرکاری مداخلت کی گئی ہے۔ جناب والا! foreign press نے بھی اس چیز کو appreciate کیا ہے کہ یہ انتخابات صاف ہوئے ہیں۔ جناب والا! میں اگر یہ کہوں کہ ہم لوگ الیکشنز میں تھے' ہم لوگ الیکشنز ہارے ہیں ' ہم لوگوں نے الیکشنز ہارے ہیں' ہم فیلڈ میں رہے ہیں اور ہم نے دیکھا ہے کہ ان انتخابات میں کسی قسم کی مداخلت ' کوئی سرکاری مداخلت اور کوئی ذرائع استعمال نہیں ہوئے۔ جناب والا! اگر یہ ذرائع استعمال ہوتے۔ اگر اثرو رسوخ استعمال ہوتا' اگر مداخلت ہوتی تو یہ رزلٹ نہ آتے' یہ manipulation ہو جاتی۔ سابقہ الیکشنوں میں manipulations ہوتی رہی ہیں۔ ہمیں کئی الیکشن یاد ہیں' سابقہ حکومتوں کے الیکشن بھی یاد ہیں جن میں مداخلت ہوتی تھی' جن میں رزلٹ تبدیل کئے جاتے تھے' جن میں اپنی مرضی کے رزلٹ لائے جاتے تھے لیکن اس دفعہ یہ بات نہیں ہوئی۔ کوئی رزلٹ نہیں بدلا گیا۔ جہاں تک الیکشن کا تعلق ہے الیکشن صاف ہوئے ہیں۔ الیکشن شفاف ہوئے ہیں۔ سب سے بڑی بات جو میں عرض کروں گا' وہ الحمدللہ ساری قوم کے لیے بہتر بات ہے کہ یہ الیکشن peaceful ہوئے' یہ پرامن الیکشن تھے۔ اگر آپ سابقہ الیکشنوں کو دیکھیں گے تو سابقہ الیکشنوں میں یہاں جو خون ریزی ہوا کرتی تھی الحمد للہ اس سے یہ الیکشن پاک و صاف تھے۔ اس الیکشن میں خون ریزی نہیں تھی' پرامن تھے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پانچ سال کے بعد جب انتخاب ہوں' خواہ کوئی امیدوار ہو' خواہ کوئی ووٹر ہو' ہر ایک کے لیے یہ ضروری ہے کہ پرامن ہوں' ہر ووٹر کو پولنگ اسٹیشن پر جاتے ہوئے یہ خوف نہ آئے کہ یہاں پر میری زندگی محفوظ نہیں ہے۔ جناب والا! سارے ملک میں دہشت گردی کی ایک لہر ہے لیکن اس کے باوجود بھی لوگ پولنگ اسٹیشنوں پر گئے ہیں'

لوگوں نے ووٹ دیئے ہیں، لوگوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے اور اس بار percentage سابقہ الیکشنوں کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ اس لحاظ سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ لوگوں نے دلچسپی نہیں لی، یا لوگ disinterested تھے یا لوگ پولنگ سٹیشنوں پر جانے سے خائف تھے، یہ free, fair and peaceful الیکشن ہوئے ہیں۔ یہ کریڈٹ میں سمجھتا ہوں کہ interim government کو جاتا ہے اور اگر پاکستان مسلم لیگ معتوب ہوتی ہے تو پاکستان مسلم لیگ کو بھی جاتا ہے کہ پاکستان مسلم لیگ نے اس طرف، یا اس سلسلے میں کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جس پر کوئی انگلی اٹھا سکے یا کوئی کہہ سکے کہ یہ الیکشن fair نہیں ہوئے۔ جناب والا! ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ الیکشن پرامن، شفاف اور صحیح ہونے چاہئیں۔ ہم defeated ہیں، دوسری پارٹیاں برسر اقتدار آئی ہیں، انہوں نے زیادہ سیٹیں حاصل کی ہیں۔ ہمارے لیڈر چوہدری شجاعت حسین نے برملا یہ کہا ہے کہ ہم شکست کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ ایک سیاسی عمل ہے، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے قوموں کی زندگی میں، سیاسی جماعتوں کی زندگی میں شکستیں بھی آتی ہیں، فتح بھی آتی ہے اور ہر چیز کو کھلے دل سے تسلیم کرنا چاہیے۔ ہم کھلے دل سے تسلیم کرتے ہیں۔

جناب والا! یہ بات ضرور ہے کہ free and fair الیکشن کروانے کے بعد جو بھی رزلٹ آیا ہے، ہم نے عوام کی رائے، عوام کی حکومت پر یا عوام کی جو بھی رائے آئے ہم اس کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں۔ یہ نہیں کہ اگر رزلٹ ہماری مرضی کے مطابق نہ آئے تو پہلے ہی واویلا کرنا شروع کریں کہ الیکشن میں rigging ہوگی، الیکشن میں rigging ہوگی، کوئی rigging نہیں ہوئی۔ الیکشن صحیح ہوگئے ہیں اور ہم آئندہ کے لیے امید کرتے ہیں کہ جو حکومت بنے گی، وہ صوبائی حکومت ہو یا مرکزی حکومت ہو وہ عوام کے لیے کام کریں گے۔ عوام کے تمام مسائل کا حل تلاش کرنا بہت ضروری ہے۔ اگر وہ حل تلاش نہ کیے گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ آنے والی حکومت بھی کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ جہاں تک عوامی مسائل کا تعلق ہے، جہاں تک عوام کی تکالیف کا تعلق ہے پاکستان مسلم لیگ ہمیشہ ہر اس مثبت تجویز کا ساتھ دے گی۔ ہر اس مثبت تجویز کو support کرے گی جو اس ملک کے مفاد میں ہو، جو اس ملک کے عوام کے مفاد میں ہو گی۔

جناب والا! الیکشن کے بائیکاٹ کے متعلق میرے فاضل دوست نے فرمایا، ہماری انتہائی

خواہش تھی اور ہم بہت خوش ہوتے اگر یہ بائیکاٹ نہ ہوتے۔ اگر پڑھے لکھے لوگ، اچھے لوگ بائیکاٹ نہ کرتے، الیکشن میں حصہ لیتے، آتے کیونکہ یہاں پر ضرورت talented لوگوں کی ہے۔ خواہ قومی اسمبلی ہو، خواہ سینیٹ ہو، خواہ صوبائی اسمبلی ہو، یہاں ان لوگوں کی ضرورت ہے جو conviction رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کی ضرورت ہے جو ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کی ضرورت ہے جو کام کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے الیکشن کا بائیکاٹ کوئی حل نہیں تھا۔ ہمیں افسوس ہے کہ چند جماعتوں نے الیکشن کا بائیکاٹ کیا۔ اگر وہ نہ کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ مثبت قدم ہوتا۔

جناب والا! جہاں تک تعلق بلوچستان کا ہے۔ بلوچستان سے آپ بھی تعلق رکھتے ہیں۔ بلوچستان ہمیں عزیز ہے۔ ہم ہمیشہ بلوچستان کے مسائل میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ جب بھی سینیٹر یہاں پر آواز اٹھاتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ جتنی بلوچستان کی آواز سینیٹ میں اٹھائی جاتی ہے اتنی کسی اور صوبے کی آواز نہیں اٹھائی جاتی۔ جہاں تک ان کے مسائل کا تعلق ہے، ہم چاہتے ہیں کہ وہ مسائل جلد سے جلد حل ہوں لیکن یہ کہنا کہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے جناب والا! verdict آپ کے سامنے ہے، verdict مسلم لیگ کے حق میں آیا ہے۔ بلوچستان کا verdict مسلم لیگ کے حق میں آیا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم نے سارے مسائل حل کر دیئے۔ ان کے مسائل حل ہونے والے ہیں اور جو بھی مسائل ہیں ہم ان کو خوشدلی کے ساتھ حل کرنے کے لیے ہمیشہ خواہاں رہے ہیں اور خواہاں رہیں گے۔

جناب والا! صوبائی خودمختاری کے متعلق ہمارا پروگرام اور ہمارا نصب العین یہ ہے کہ صوبائی خودمختاری ہونی چاہیے۔ صوبائی خودمختاری کے متعلق ایک کمیٹی بنی تھی۔ جناب وسیم سجاد صاحب اس کے چیئرمین تھے۔ اس کی meetings بھی ہوئیں لیکن unfortunately دوستوں نے وہاں پر آنا بند کر دیا۔ وہ آگے بڑھ سکی اور نہ ہی حتمی شکل اختیار کر سکی لیکن جہاں تک مسلم لیگ کی حکومت کا تعلق تھا ہم چاہتے تھے کہ اس مسئلے کو بھی ہمیشہ کے لیے حل کر دیا جائے۔ آئندہ بھی ہماری کوشش ہوگی کہ اس مسئلے میں جو بھی پیش رفت ہو، جو بھی مثبت پیش رفت ہو انشاء اللہ ہم اس کا ساتھ دیں گے۔

جناب والا! بجلی، مہنگائی، بے روزگاری یہ ایسے مسائل ہیں جن سے کوئی پاکستانی انکار

نہیں کرسکتا۔ آئندہ آنے والی حکومت اس سلسلے میں مثبت اقدامات کرے گی۔ ہماری خواہش ہے کہ عوام کو بجلی سستی ملے۔ ہماری خواہش ہے کہ بے روزگاری دور ہو۔ ہماری خواہش ہے کہ دہشت گردی کا خاتمہ کیا جائے اور دہشت گردی سب سے بڑا پاکستان کے لیے threat ہے۔ اس بات کے لیے بھی آئندہ آنے والی حکومت جو درست قدم اٹھائے گی ہم انشاء اللہ ان درست اقدامات کا ساتھ دیں گے۔ ہم مخالفت برائے مخالفت نہیں کریں گے، نہ ہی ہماری مخالفت برائے مخالفت ہوگی۔ اگر مخالفت ہوگی تو صرف اصولوں پر مخالفت کریں گے۔ اگر مخالفت ہوگی تو جو چیز ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے حق میں نہیں ہے اس کی ہم مخالفت کریں گے۔ جو چیز بھی پاکستان کے حق میں ہوگی، جو چیز پاکستانیوں کے حق میں ہوگی، جو چیز بھی قوم کے حق میں ہوگی ہم انشاء اللہ اس میں پیچھے نہیں رہیں گے۔ ہم آواز انشاء اللہ اٹھاتے رہیں گے۔ خواہ ہم ادھر بیٹھے ہوں، خواہ ادھر بیٹھے ہوں، formation of governments ہو رہی ہیں، formation of governments ہوں لیکن ہمارے لیڈر نے واشگاف الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ ہم اپوزیشن میں بیٹھنے کو بھی تیار ہیں۔ ملک کی خدمت کرنی ہے، اپوزیشن میں بیٹھ کر بھی خدمت کریں گے۔ یہاں پر بیٹھنا پڑا تو یہاں بیٹھ کر بھی خدمت کریں گے۔ نصب العین ایک ہے کہ پاکستان کا بھلا ہو۔ پاکستان پہلے ہے باقی ساری چیزیں بعد میں ہیں۔ ہم اس کے لیے پوری پوری کوشش اور پوری پوری ہمت لگائیں گے۔

جناب والا! جہاں تک confrontation کا تعلق ہے، ہم confrontation کی politics پر believe نہیں کرتے۔ ہم confrontation نہیں چاہتے، ہم cooperation بھی چاہتے ہیں اور سب سے آگے پاکستان کو لے کر جانا چاہتے ہیں۔ ہم منفی سیاست پر یقین نہیں رکھتے۔ مثبت سیاست پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی پاکستان کا نصب العین ہے، یہی مسلم لیگ کا منشور ہے۔ انشاء اللہ ہم یہ کوشش کریں گے کہ ہم اپنے منشور کو آگے بڑھائیں اور پاکستان کی خدمت کے لیے جو بھی حکومت آئے گی ہم کوشش کریں گے کہ ہم مل جل کر کام کریں۔ میرے فاضل دوست نے consensus کا فرمایا، consensus build کرنا اور اس کے لئے فضا پیدا کرنا ہے۔ آپ فضا پیدا کیجیئے انشاء اللہ مسلم لیگ پیچھے نہیں رہے گی۔ مسلم لیگ ہمیشہ پاکستان کے مفاد کے لیے، پاکستان کو آگے لے جانے کے لیے صف اول میں آپ کو نظر آئے گی۔

جناب والا! میں ساتھ ہی ساتھ یہ عرض کرتا چلا جاؤں کہ قوانین میں تبدیلی جہاں تک ہوگی، جو قانون بھی مثبت آئے گا، جو قانون بھی floor پر لایا جائے گا ہم اس میں پہلے بھی مدد کرتے رہے ہیں، ہم یہاں پر بیٹھے ہیں، یہ کوئی پہلی بار نہیں اگر اب بھی بیٹھنا پڑا تو ہم اپوزیشن بنچوں پر بیٹھیں گے۔ پہلے بھی بیٹھے رہے ہیں، 1994 میں بھی بیٹھے رہے ہیں۔ قوانین میں جتنی بھی ترامیم ہوتی تھیں، مثبت ترامیم آتی تھیں، مجھے ایک دفعہ یاد ہے کہ جناب شیر افگن پیپلز پارٹی کے وزیر تھے، ان کا ایک قانون آیا اور وہ میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ کی ساری amendments ہم نے منظور کر لی ہیں۔ اس لیے کہ ساری amendments مثبت ہیں۔ ہم مثبت amendments بھی لائیں گے، مثبت کردار بھی ادا کریں گے اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کی خیر ہو۔ اللہ تعالیٰ دہشت گردی ختم کرے۔ اللہ تعالیٰ بے روزگاری دور کریں۔ ہم کوشش کریں کہ مل جل کر اس ملک کی خدمت کر سکیں اور انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان مسلم لیگ اور ہم on the floor of the house Senate میں یا سینیٹ کے باہر، قومی اسمبلی میں یا قومی اسمبلی کے باہر انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ پاکستان کو نہ صرف مضبوط بنائیں بلکہ اس کو آگے لے کر جائیں۔ اس کو اس کا صحیح مقام دلائیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ تقریریں چلنے دیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! وزیر داخلہ کو یہاں موجود ہونا چاہیے۔ وہ وقت ہی نہیں دیتے۔ وہ کسی سینیٹر کو وقت نہیں دیتے اور آج اتنا اہم اجلاس ہے، اس میں اتنی اہم تقریریں ہو رہی ہیں، بھنڈر صاحب نے کتنی اہم تقریر کی ہے، رضا ربانی صاحب نے جو تقریر کی ہے اور باقی ممبران جو تقریر کریں گے، ان کا جواب آخر انہوں نے ہی دینا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر امجد صاحب نوٹ کر رہے ہیں یہ چیزیں۔

سینیٹر محمد انور بیگ: ڈاکٹر امجد صاحب تو Care-Taker Minister for Poultry Farm ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایسے نہ کہیں۔ مستقبل میں بھی پولٹری فارم کو bird flu لگتے رہیں گے۔ آپ خیال سے بات کریں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: نہیں جناب! بات یہ ہے' وہ bird flu لگتے رہیں' ایسی بات نہیں ہے لیکن this is a job of the Interior Minister.

Mr. Acting Chairman: He is there. Please take your seat. Let us continue. Senator Abdul Razzak Thahim sahib, please take the floor.

انور بیگ صاحب' آپ نے ٹی وی پروگرام پر نہیں جانا۔ میں نے سمجھا that is the best way to send you out for a trip. Amjad sahib is taking notes. Thahim sahib please.

Senator Nisar Ahmad Memon: Sir, I will convey it to all the concerned ministers whenever there is a response, we will duly give the response and myself will take the floor tomorrow to respond to many things.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Senator Abdul Razzak Thahim.

سینیٹر جسٹس (ر) عبدالرزاق اے تھہیم: جناب چیئرمین! میں سوچتا ہوں کہ کہاں سے بولوں' کہاں تک بولوں کیونکہ پہلی حکومت چلی گئی۔ Care-Taker ہے نہیں' ایک بیٹھے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دو ہیں۔

سینیٹر جسٹس (ر) عبدالرزاق اے تھہیم: اور آنے والے آئیں گے اور وہ کریں گے۔ کون ہماری بات سنے گا' کون ہماری بات کو attention دے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: تھہیم صاحب! آج کل ٹی وی پر candidate کی تصویر آتی ہے پھر وہ گانا چلتا ہے "جو وعدہ کیا تھا وہ نبھانا پڑے گا" یہ گانے چل رہے ہیں' میڈیا والے نہیں چھوڑیں گے۔

سینیٹر جسٹس (ر) عبدالرزاق اے تھہیم: جناب! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں

لوں گا۔ میں دو، تین باتیں کہوں گا۔ پہلے تو اللہ کی مہربانی سے پانچ سال پارلیمنٹ کے پورے ہوئے، یہ لوگ ڈیسک بجاتے بھی رہے۔ الیکشن بھی ہوئے، جیسے بھی ہوئے مگر ایک aspect میرے بھائی رضا ربانی بھول گئے۔ وہ ہم لوگوں کے فائدے میں تھا۔ اس الیکشن میں mostly سارے وزراء ہار گئے۔ پھر بھی یہ خوش نہیں ہیں۔ بڑے leaders ہار گئے، پھر بھی یہ خوش نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بڑے بڑے برج گر گئے۔

سینیٹر جسٹس (ر) عبدالرزاق اے تھہیم: میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ الیکشن جو ہوا اسی زمانے میں وہ جیسے بھی ہوا، rigging ہوتی ہے، میں خود 1988 میں الیکشن کمیشن کا ممبر تھا اس میں پیپلز پارٹی کی حکومت آگئی تھی۔ لہذا شکر ہے الیکشن ہوگیا۔ Democracy چلنا شروع ہوگئی۔ ابھی خدا خیر کرے، یہ چلائیں گے، سب چلائیں گے، Parliamentarians چلائیں گے اور ملک کا بھلا ہوگا۔ میں شکرگزار ہوں اور ان کو عرض کررہا ہوں کہ ابھی آئندہ کے لیے کچھ کریں۔

دوسری بات، ابھی اپوزیشن چل رہی ہے۔ کس کو credit جاتا ہے الیکشن کا، مگر مشرف صاحب نے stand لے لیا کہ نہیں الیکشن کرانے ہیں۔ میں کیبینٹ میں تھا اور میں نے سنا تھا کچھ لوگوں سے، کہہ رہے ہیں کہ الیکشن ایک سال کے لیے ملتوی ہوں لیکن اس نے نہیں مانا۔ سب کچھ ہوا لیکن الیکشن کروا دیے۔ یہ بڑا شکر ہے کہ ابھی ہم سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب والا! دوسرا جو مجھے دکھ ہوا ہے کہ ایک ex-General صاحب نکل آئے، "گھر لٹا کے سب کچھ کیا تو کیا ہوا"، 1977 میں مارشل لاء لگایا گیا اور گیارہ سال کے لیے ہمیں مصیبت میں ڈالا وہ حکومت کرتا رہا وہ بھی ابھی ہیرو بن گیا ہے۔ اب سارے کہتے ہیں جناب والا! وہ صحیح ہے۔ جنرل اسلم کا میں بتاؤں۔ جب جونیجو کی حکومت بحال ہو رہی تھی تو اس نے جا کر جوڈیشری کو press کیا کہ آپ restore نہ کریں اور اس نے مانا تھا کہ میں نے یہ کہا ہے I am within my right میں نے اپنے حق میں جوڈیشری کو کہا کہ نہ کرو اور جونیجو کی حکومت بحال نہیں ہوئی اس کو contest کا نوٹس ملا۔ کیا کیا گیا آٹھ جج صاحبان ہیں، میں جوڈیشری پر پھر آرہا

ہوں۔ ان کو فقط reprimand کیا کہ بھئی آئندہ کے لیے ہوشیار رہو۔ جناب اس نے review ڈالا کہ نہیں میں right تھا اور وہ سزا بھی چلی گئی۔ ابھی وہ ہیرو نکل کر آئیں ہیں کہاں سے ہم ان ہیروز کو سنبھالیں۔ وہ اپنے گریبان میں دیکھیں، فقط ایک آدمی کے خلاف باتیں کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے وہ جج ہیں وہ ان کا کام جانے۔ اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ غلطیاں ہوئی ہیں کہ پاکستان نے کیسے کیسے دکھ دیکھے ہیں۔ کیسی کیسی مصیبتیں آئی ہیں، کوڑے، سزائیں کیا نہیں ہوا۔ اس لیے میں اس chapter کو زیادہ نہیں چھیڑتا۔ دعا کرتا ہوں کہ ابھی جمہوریت آگئی ہے۔ آنے والے خدا کرے کہ اچھی طرح سے چلیں۔

دوسرا اہم مسئلہ جو لاء اینڈ آرڈر کا ہے اس کے بارے میں، میں کیا کہوں۔ کل پرسوں آپ کے گاؤں ڈیرہ مراد میں اغوا ہوا ہے۔ جیکب آباد میں روز اغوا ہوتے ہیں۔ دو انٹرنیشنل لیڈروں کا پنڈی میں قتل ہوتا ہے ایک پہلے کا پھر آخری کا۔ لاء اینڈ آرڈر کے حالات آپ سمجھیں، آپ دیکھیں، اوپر والے دیکھیں فقط ٹی وی پر ہمیں خوش نہ کریں۔ اس کا کچھ علاج کریں۔ آپ کے گاؤں ڈیرہ مراد میں کل کئی اغوا ہوئے ہیں۔میرے جیکب آباد میں روزانہ اغوا ہوتے ہیں۔ ان چیزوں کا خیال کرنا چاہیے۔ انسان کو security of life and property چاہیے۔ ان ساری چیزوں کا اب آنے والی حکومت خیال کرے گی۔ جناب والا! ایک بات کہہ کر میں ختم کروں گا۔ آج کل لیڈرز کی طرف سے جوڈیشری کے بارے میں statements آرہی ہے، میں اس کو قبول نہیں کروں گا۔ میں جوڈیشری کا ممبر رہا ہوں۔ میں نے ستائیس سال پریکٹس کی ہے میں بار کونسل کا پانچ سال representer رہا ہوں۔ شریعت کورٹ کا جج رہا ہوں۔ تھوڑی سی نظر ڈالیں، میں زیادہ نہیں جاؤں گا۔ بھٹو صاحب کو پھانسی دے کر پھر کہتے ہیں کہ ہم سے غلطی ہوئی۔ یہ بھول گئے ہیں ایک انٹرنیشنل لیڈر کو پھانسی دے کر open press میں جو آدمی کہتا ہے کہ ہم نے غلطی کی ہے، غلطی سے پھانسی دی یہ قتل نہیں ہے۔ فقط اس کو defend کرنے کے لیے آپ یہ کہیں، اس کا تو حساب ہونا چاہیے۔ اسی لیے جو دل جلتا ہے جب روزانہ وکیل protest کر رہے ہیں۔ قائد اعظم بھی وکیل تھے، دوسرے بھی وکیل تھے اور جج بھی تھے۔ چیف جسٹس صاحب سے کوئی نہیں پوچھتا کہ دس دفعہ آپ صدر صاحب کی بیگم سے کیوں ملنے گئے۔ میں جسٹس تمیز الدین کیس کا حوالہ دوں جب غلام محمد صاحب نے اس کو بلایا اور آئین والی

بات کرنے لگے تو اس نے استعفیٰ نکالا گورنر جنرل صاحب میں آپ کے پاس بلانے پر آیا تھا you are a Governor General میں case discuss کرنے نہیں آیا تھا۔ ایسا ہی خراب قسم کا آدمی تھا لیاقت کے زمانے میں مجھے اٹھ کر نہیں ملے گا تو یہ نہیں کروں گا۔ یہ judiciary نے کیا کیا ہے ایک لیڈر کو آپ نے hang کیا اور آج یہ کہتے ہیں کہ ہم I am for the judiciary مگر وہی جج جس نے رات کو ایک لیڈر کو لاڑکانہ میں bail دیا تھا اور کچھ نہیں تھا سگریٹ کا پیکٹ تھا وہ ڈرا ہوا آیا اور بولا کہ مجھے bail دے دیں' نہیں تو DIG مجھے گرفتار کر رہا ہے۔ bail دے دیا تو جب وہ بیچارے کی باری آئی تو اس کو sack کیا اس کو ایسے ریٹائر کیا۔ سندھ ہائی کورٹ سے اسی آدمی کو نکال دیا تو کونسی judiciary سے آپ انصاف مانگ رہے ہیں۔ تو میں عرض کر رہا ہوں ابھی میری suggestion یہ ہے میرے سارے بھائیوں کا ایک کمیشن بنائیں۔ سانگھڑ کے سیشن جج کو جب جیل میں ڈالا تھا۔ بھٹو کی خوامخواہ پھانسی' PCO No.1, 1981 میں جنہوں نے وہ oath لیا تھا وہ بھی آج زندہ ہیں یا نہیں' PCO 2000 میں جنہوں نے oath لیا تھا ان کا case لیں ان کا case کیا لیتے ہیں street میں جائیں ان سے بھی انصاف ہونا چاہیے' ایسے نہیں کہتا نہ میں تعریف کرتا ہوں اور نہ وہ کرتا ہوں میں آپ کے پاس دس دفعہ کیوں گیا؟ میں نے خود اپنی آنکھوں سے as minister sir, چیف جسٹس آف پاکستان کو ہر function میں دیکھا پرائم منسٹر ہاؤس میں اور پرائم منسٹر شوکت صاحب نے کہا یہ میرے پاس بیوی کے ساتھ آتا تھا ادھر بیٹھتا تھا دوسری side پر' تو یہ ساری چیزیں ایسے فیصلہ نہیں ہوگا کہ یہ ہوا' یہ فیصلہ ہوگا ایک کمیشن بنائیں کیوں ایک چیف جسٹس بے نظیر سے لڑا' میں نے ایک کتاب لکھی ہے Judges and Judiciary اس میں سارے facts ہم نے judiciary کے لیے خالد رانجھا صاحب کا بھی extract دیا ہے دوسروں کا بھی دیا ہے تو یہ آسان چیز نہیں ہے کہ کس کو نکالو اور کس کو لاؤ۔ تو میں عرض کر رہا ہوں کہ جس نے PCO-1981 کے تحت oath لیا اس نے بھی غلطی کی 2000 میں لیا وہ بیٹھے ہوئے ہیں ابھی ان کو restore کروا رہے ہیں۔ 2007ء میں یہ بیٹھے ہوئے ہیں تو یہ ساری چیزیں سوچنے کی باتیں ہیں جس پر آپ بڑی سنجیدگی سے سوچیئے۔ جناب! یہ judiciary نہیں تھی کہ ان کے کنٹرول بورڈ قاف کے ماتحت ہیں۔ unceremony نکال رہے ہیں۔ اسلامک آئیڈیالوجی کی

نوکری لے رہے ہیں اور نوکریوں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں تو کوئی کمیشن بٹھا کر آئندہ کے لیے کوئی Model for judiciary آپ کو بنا دیں پھر judiciary independent ہوگی کس نے آپ کو کہا کہ independent نہ ہو' کس نے ان کو کہا اپنے فائدہ کی بات جب آتی ہے تو پھر independent judiciary زیادتی ہے۔ تو مجھے judiciary سے دکھ ہوتا ہے۔ مجھے احترام ہے میں رہا ہوں۔ black list carrier جس نے کیا ہے ان کو دیکھیں یہ بھی ہے کہ یہاں سے لے کر آپ لاہور تک procession نکالیں۔ چیف جسٹس کی شان ہے۔ ہم اس کے ساتھ ہیں اس کو support کرنے کے لیے تیار ہیں۔ سپریم جوڈیشل کونسل نے اس کو چھوڑ دیا۔ صدر صاحب نے اس کو offer کیا کہ آپ جیسے ہی جاتے تھے ایسے ہی ہم چلیں تو اس کا دونوں کس پر الزام دیں کس کو نہ دیں۔ میری مودبانہ عرض ہے کہ politicians جو power میں بھی آئے ہیں وہ hi-powered commission حمود الرحمن جیسے جج بھی گزرے ہیں' شفیع الرحمن بھی گزرے ہیں یاد کر رہے ہیں۔ تو بے نظیر سے سجاد علی شاہ کا کس بات پر جھگڑا ہوا' نواز شریف سے سجاد علی کا کیا جھگڑا ہوا کیوں اس پر attack ہوئی یہ ساری چیزیں جو ہیں۔ جناب ! میری عرض ہے کہ اس کو ایسے نہ چھڑیں کہ restore کرو' یہ کرو' ہنگامہ کرو اس میں politics کو judiciary میں نہ لائیں۔ خدارا! ان کے بھی گناہ دیکھیں ان کے ثواب بھی دیکھیں ان کو کوئی راستہ نکال کر دیں کہ کس طرف سے آپ چلیں اس طرح وہ نکل جائے گا۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ' عبدالمالک صاحب-----

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ debate پر آ جائیں۔ اس وقت کریں' اس کو نہ روکیں جب آپ کی speech آئے تو اس وقت آپ question اٹھائیے گا-----

سینیٹر کامران مرتضیٰ: کسی معاملے پر مٹی ڈالنے کے لیے اس کے لیے کمیشن بنا دیں۔ جب تک یہ معاملہ چلتا جائے گا اس کے بعد پھر اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اللہ بہترین کرے گا۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب please take the flour.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: چیئرمین صاحب! میں ان تمام دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جو بغیر دھاندلی، کے عوام نے ان کو منتخب کیا ہے اور میں پاکستان پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن) اور عوامی نیشنل پارٹی کے قائدین کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ کامیاب ہوئے ہیں اور ان سے گزارش کرتا ہوں کہ ہماری سیاست کا محور عوام رہا ہے اور اقتدار اعلیٰ کا محور عوام ہے۔ عوام پر بھروسہ کرو اور یہ وردی کی آڑ میں اقتداراعلیٰ کی تلاش آپ نہ کریں اور جو عوام نے آپ پر بھروسہ کیا ہے اور عوام نے وردی والوں کو reject کیا ہے وہ یہ دلیل ہے کہ عوام superior ہیں۔ رضا ربانی صاحب تفصیلی ایک point of view رکھتے ہیں۔ میں ان کی تمام باتوں کی تائید کرتا ہوں اور بڑے واضح الفاظ میں ان کو کہتا ہوں کہ اگر آپ کی پارٹی کو حکومت ملے گی. تو اگر پاکستان پیپلز پارٹی، نواز شریف صاحب نے اور ANP سے مل کر پارلیمنٹ کو بالا دست کیا، عدلیہ کی بالا دستی کو عملاً قبول کیا اور میڈیا کو آزاد کیا تو آپ یقین کریں کہ ہم ان کے ساتھ ہیں----

(ڈیسک بجائے گئے)

اگر یہ ہمارے دوست جو عوام کے بل بوتے پر آئے ہیں جنہیں عوام نے ووٹ دیا ہے اور ان میں پاکستان پیپلز پارٹی کی شہید لیڈر کی وہ قربانی بھی شامل ہے۔ جس کو ہم انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور میں پاکستان پیپلز پارٹی یا جتنی پولٹیکل پارٹیز ہیں میں ان سے کہتا ہوں کہ جو ہمارے آقا ہیں اگر وہ محترمہ بے نظیر بھٹو کو شہید کر سکتے ہیں تو ہماری ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے۔ وہ جب بلوچستان میں نواب اکبر بگٹی صاحب کو مار سکتے ہیں تو اس کے مقابلے میں میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ میری حیثیت اس وقت ہوگی جب اس ملک پر عوام کی بالا دستی ہوگی اور اداروں کی بالا دستی ہوگی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آنے والی جو حکومت ہے۔ خدا کرے وہ جلدی بن جائے اور ہمارے جو دوست گیارہ سال سے کچھ نو سال سے اپوزیشن میں ہیں ہم اس کے ساتھ رہے ہیں اگر انہوں نے establishment سے جو ان کی پاکستان کے عوام سے ایک commitment ہے کہ ہم فوج کو اقتدار اعلیٰ سے الگ رکھیں گے۔ اگر اس ملک میں فوج کو اقتدار اعلیٰ سے الگ رکھا گیا اور عوام کو empower کیا گیا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان سب کے لیے قابل قبول ہوگا اور یہاں کی جو عوام ہے اس کو وہ حیثیت ملے گی اگر پھر وہی

back channel شروع ہو گئے ہیں کہ جی اس کے بغیر یہ امریکن کہہ رہے ہیں' یہ فلانا British کہہ رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملک پھر crisis میں جائے گا اور عوام نے جو مینڈیٹ دیا ہے اس مینڈیٹ کو پھر زور آور لوگ بہانا بنا کر پھر capture کریں گے۔ میں بدقسمتی سے کہتا ہوں کہ آج اس ایوان میں جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان کو سمجھنا چاہیے کہ نو سال تک اس ملک میں ایک ڈکٹیٹر نے حکومت کی۔ Being a political جو لیڈر یہ claim کرتے ہیں کہ دنیا میں کہاں پر ایک ڈکٹیٹر نے ایک خطے میں' مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری حکومت کی یہ کامیابی ہے کہ پانچ سال ہم نے اس ملک میں اس tenure کو پورا کیا ہے۔ بھائی حکومت کو توڑنے والے وہی تھے جو حکومت کر رہے تھے وہ اپنی حکومت کو توڑیں گے۔

میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ(ن) نے جو commitment عوام سے کی ہے اور جو خود مختاری کی باتیں کر رہے ہیں اگر قوموں کی حق اقلیت اور حق ملکیت اور سائل و وسائل پر ان کے حق کو مان لیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر وہ ایک گام آئیں گے تو ہم دس گام آگے آئیں گے اور ہم ان کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر وہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کو پاکستان کی عوام کی امنگوں کے مطابق بنائے گے تو ہمیں ان کے ساتھ چلنے میں کوئی problem نہیں ہو گی۔ اگر وہ ان تمام commitments کو' جو میرے senior leader Raza Rabbani صاحب نے' میں نے اس کے ساتھ کام کیا ہے' اس floor پر کیا ہے اگر ان کو implement کرنے میں کامیاب رہا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کی عوام' مظلوم قوموں کی فتح ہے۔

اگر اس نے پھر جا کر کسی نہ کسی حوالے سے جنرل مشرف سے ہاتھ ملایا اور ججز کی بحالی کو ignore کیا اور جو وہ economy کی بات کر رہے ہیں اس کو بھول گئے تو میرا ایک عظیم شاعر ہے عطا شاد بلوچی اس نے کہا:

(بلوچی) ظلمت سگارے تو منی سنگتے

اگر آپ ظلم کے خلاف لڑ رہے ہیں تو آپ میرے دوست ہیں۔ اگر آپ ظلم کے ساتھ ہیں تو میں آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ خدا نہ کرے' خدا نہ کرے اگر پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) نے انہی غلطیوں کو دہرایا تو وہ ہم سب کے لئے' کیونکہ ہم کمزور

لوگ ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ شاید یہ ہمیں کچھ relief دیں۔ ہم ان سے توقع رکھتے ہیں کہ ان کی جو commitment ہے وہ اس commitment کو پورا کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ جو ہمارے دوست نے کہا کہ fair elections ہوئے ہیں۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ہوں۔ میں میاں رضا ربانی صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہاں پر سرکار نے دھاندلیاں کی ہیں۔ Overall نہیں کی ہے۔

میں بلوچستان کی بات کرتا ہوں۔ بلوچستان کو بدقسمتی سے Establishment نے گزشتہ سات سالوں سے سرکاری سرداروں، سرکاری نوابوں، ڈرگ مافیا اور لینڈ مافیا کے حوالے کیا ہوا ہے۔ میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ یہ جو الیکشن ہوا ہے APDM کے بائیکاٹ کی وجہ سے وہاں پر 10% turn out نہیں رہا ہے لیکن خود ٹھپے مار مار کر وہاں 31% turn out بنا دیا گیا ہے۔ اب ڈیرہ بگٹی میں جو آدمی unpopular ہے 52 thousand ووٹ اس نے لئے جو نواب اکبر بگٹی بھی نہیں لینا تھا۔ تربت میں ایک لاکھ کے قریب ووٹ پڑے ہیں۔ وہ جو حلقہ اس کو facilitate کر رہا تھا وہاں کی امیدوار زبیدہ جلال کہہ رہی ہے کہ میرے ساتھ بھی دھاندلی ہوئی ہے۔ ایک اور میں مثال دیتا ہوں کہ پنجگور میں مولانا عطاء اللہ آزاد امیدوار کی حیثیت سے ۱۲ بجے تک جیت رہے تھے۔ اسی وقت ٹیلیفون کیا کہ بھائی یہ جیت رہا ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ صبح ٹھیک ہو جائے گا۔ صبح اس کو ہروا دیا اور وہاں پر جو آدمی جیت گیا وہ وہاں کا ناظم ہے۔ آج کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ جی ضمیر جاگ رہا ہے۔ ہمارا ایک شاعر تھا اس کا بیٹا احتشام جو ISI کے PoliticalWing کا Incharge تھا اب کہہ رہا ہے کہ 2002 میں دھاندلی ہوئی ہے۔ اب اس کا ضمیر جاگ گیا ہے۔

2002 میں اس نے practically بلوچستان کے بہت سے لوگوں کو بلا کر کہا کہ President Musharaff کو join کرو نہیں تو ہم آپ کو NAB میں بھیج دیں گے۔ آپ کی پارٹی توڑ دیں گے اور اس نے پارٹی توڑ دی۔ میں نام لینا مناسب نہیں سمجھتا میرے پاس بہت سے حقائق ہیں کیونکہ مجھے بھی کہا گیا کہ آپ الیکشن لڑ رہے ہیں ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے۔ اب ان کے ضمیر جاگ رہے ہیں۔ میں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ(ن) کی قیادت کو کہ پچھلے دنوں State Bank نے کہا کہ پاکستان کا جو growth rate ہے

وہ کم ہو گیا ہے 7.5% سے ہم اس کو 5% سے لے رہے ہیں اور الیکشن کے بعد یہاں پر جو لوٹوں کی اور مٹکوں کی فیکٹری لگ گئی ہے وہ اس growth rate کو بڑھا رہی ہے۔ یہ بڑھ جائے گا۔ یہ بڑی خطرناک چیزیں ہیں۔ یہ لوٹے بڑے خطرناک اور بڑے نازک ہیں۔

خدارا! ان سے اس culture کو promote مت کرو اور آج بدقسمتی سے کچھ ہمارے دوست ادھر نہیں ہیں میں ان کا نام لینا مناسب نہیں سمجھتا۔ بلوچستان مسئلہ اب یاد آ گیا کہ جی بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ ہم نے اب forward block بنا لیا ہے۔ جب نواب اکبر خان بگٹی شہید ہوا اس وقت بلوچستان کا مسئلہ نہیں تھا۔ پانچ سال سے یہاں ہم سارے اپوزیشن والے چیخ رہے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کھیل کو اب بند ہونا چاہیے۔ یہ جو یہاں سے وہاں اور وہاں سے یہاں یہ کب تک چلے گا۔ اگر آپ اس ملک کو ایک وفاقی جمہوری مملکت بنانے جا رہے ہیں تو آپ کو ان چیزوں کو چھوڑنا پڑے گا۔ کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ فرض کریں APDM نے الیکشن میں بائیکاٹ کیا۔ اس وقت قومی اسمبلی میں، صوبائی اسمبلی میں ہماری کوئی نمائندگی نہیں ہے لیکن ہم سیٹ پر موجود ہیں نا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کو ایک ایسے culture کی ضرورت ہے جو عوام دوست ہو، عوام کے درمیان بھائی چارہ کی فضا پیدا کرے۔ جو قوموں کے درمیان برابری کی فضا پیدا کرے۔

جو پارلیمنٹ آئے گی اس کی سب کو respect کرنی پڑے گی۔ میں آخر میں پھر یہی کہوں گا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہماری جو senior leadership ہے پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ(ن) کی وہ چیزوں کے ساتھ compromise بھی کرے۔ جو وہ کہہ رہے تھے اپوزیشن میں ان کو implement بھی کرے، آپ یقین کریں کہ یہ ان کی بھلائی ہے۔ Otherwise مجھے بہت سی چیزیں نہیں کہنی چاہییں۔ میں ان کو پہلے کہہ رہا ہوں کہ اگر ان جماعتوں نے غلطی کی اور جنرل پرویز مشرف کے ساتھ ان لوگوں نے کام کیا اور اگر جنرل پرویز مشرف نے ایک سال کے اندر وہ صورت حال پیدا نہیں کی، ہمارے سامنے ہے فاروق لغاری جیسے President نے Establishment سے مل کر اپنی پارٹی کو برباد کیا۔ ان کو موقع ملا ہے۔ دونوں مل کر عوام کی مشکلات کو حل کریں۔ اس میں عوام کی بھلائی ہے۔ مظلوم قوموں کی بھلائی ہے۔ ہم ان سے یہی گزارش کرتے ہیں کہ جو کچھ آپ کی commitment ہے اس commitment کو نبھائیں۔ بہت

شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you Dr. Abdul Malik Sahib. Prof. Khurshid Sahib please take the floor.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ مجھ سے پہلے کئی بڑے اہم نکات پر گفتگو ہو چکی ہے۔ چونکہ ہم اس وقت 18 فروری کے انتخابات کی روشنی میں سیاسی صورتحال پر گفتگو کر رہے ہیں' اس لیے میں سب سے پہلی بات تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ہم پر احسان جتایا جا رہا ہے کہ ہم نے انتخاب کا وعدہ کیا تھا اور ہم نے کرا دیا۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ بہت ہی صاف اور شفاف انتخاب تھے' تو یہ بات مجھے بہت عجیب لگتی ہے۔ اس لیے کہ انتخاب دستور کا تقاضہ ہے۔ انتخاب سیاسی نظام کی بنیاد ہے۔ آپ نے انتخاب کو postpone کر کے دستور کی خلاف ورزی کی تھی۔ دستور کے حکم کو ماننا اور سیاسی تقاضوں کو پورا کرنا' اس میں احسان کی کیا بات ہے؟ کیا کام آپ نے کیا ہے؟ یہ تو آپ کی ذمہ داری تھی۔ آپ نہ کرتے تو مجرم ہوتے۔ اسی طرح صاف' شفاف کی بات بھی مجھے بڑی عجیب لگتی ہے کہ آپ ہمیں credit دیجیے کہ ہم نے بے ایمانی نہیں کی۔ کیا یہ credit کی بات ہے؟ لیکن میں اپنی بھائی رضا ربانی سے اتفاق کرتا ہوں کہ انتخاب صاف و شفاف نہیں تھے لیکن عوام نے ان تمام کمزوریوں اور خامیوں کے باوجود جو کھیل تھا' جو منصوبہ تھا' اسے frustrate کر دیا اور اپنی مرضی کو غالب کر دیا۔ دیکھیے rigging and engineering کی چار stages ہوتی ہیں۔ پہلی stage ہے انتخاب سے پہلے جو structural situation ہے' اس structural situation میں آپ نے عدلیہ کو فارغ کر دیا۔ آپ نے اپنی پسند کی interim government بنا دی۔ Election Commission جو نامکمل تھا' جس پر لوگوں کو اعتماد نہیں تھا اور سب بیک زبان کہہ رہے تھے کہ یہ قابل اعتماد نہیں ہے' آپ نے اسی Election Commission کو یہ کام سونپا اور اپنے PCO کے تحت نئے حلف لینے والوں کو اس میں لا کر بٹھا دیا۔ یہ ساری چیزیں structural تھیں' میں اسے election engineering کہتا ہوں اور آپ نے یہ بھرپور کی۔ اس کے بعد تبادلے'

تقرریاں' سندھ میں تین ماہ میں آپ نے تین Chief Secretaries بدلے۔ IGs بدلے۔ چھ سو کے قریب افراد پنجاب میں اور ایک ہزار کے قریب سندھ میں administration, Lower Judiciary, Police ان اداروں میں تبدیلیاں کیں اور بہت سی تبدیلیاں وہ بھی ہیں جو الیکشن کے شیڈول کے اعلان کے بعد کی گئی ہیں۔ یہ ساری election engineering نہیں تو کیا ہے؟

ووٹر لسٹ' اس پر سپریم کورٹ نے intervene کیا لیکن اس کے باوجود جناب والا! میرے پاس reports موجود ہیں جس میں independent research کے بین الاقوامی اداروں نے یہ کہا ہے کہ 17% voters موجود نہیں ہیں اور 7% وہ ہیں جو duplicate ہیں اور انہوں نے دکھایا ہے کہ کس طرح ایک شخص کے تین تین ووٹ موجود ہیں تو وہ فیصلے بھی ٹھیک نہیں تھے۔ پھر اس کے بعد آپ کو معلوم ہے کہ rigging election کے دن ہوتی ہے۔ میں عرض کرونگا کہ وہ بھی ہوئی لیکن جیسا کہ اس پر سب نے کہا مجھے اس سے اتفاق ہے کہ وہ selective ہوئی ہے اور کراچی' بلوچستان' پنجاب کے چند selected مقامات پر بھرپور انداز میں یہ کام ہوا ہے۔ Geo TV نے دو documentaries show کی ہیں' ایک کراچی کی اور ایک لاہور کی جس میں یہ دکھلایا ہے کہ کس طرح اسلحہ لے کر قبضہ کیا گیا ہے' stuffing کی گئی ہے' مہریں لگائی گئی ہیں یہ سارا ریکارڈ پر موجود ہے تو اس لیے

اتنی نہ بڑھا پاکئ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ' ذرا بند قبا دیکھ

جناب والا! اب میں دوسرے نکتے پر آتا ہوں۔ اس سب کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ عوام نے اپنی رائے کو ظاہر کیا ہے اور اس پوری سازش کو ناکام بنایا ہے۔ میں اس موقع پر پیپلز پارٹی' مسلم لیگ (ن)' ANP اور ان دوسرے افراد کو جنہوں نے اس نظام کو چیلنج اور جو اصولی issues تھے' ان پر اصولی موقف اختیار کرنے کے بعد ووٹوں کی قوت سے کامیابی حاصل کی ہے' ان کو مبارکباد دیتا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو مینڈیٹ ملا ہے لیکن جناب والا! یہ بہت ضروری ہے کہ وہ مینڈیٹ کیا ہے' عوام کیا چاہتے ہیں اور اس کے تقاضے کیا ہیں' اس کو سمجھا جائے۔ مجھے اجازت دیں کہ میں بہت اختصار سے وہ بتاؤں۔ جناب والا! میری نگاہ میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ عوام نے جنرل پرویز مشرف کو ہر اعتبار سے' ان کی صدارت کو' ان کے

حکمرانی کے اختیار کو، ان کے انداز حکمرانی کو، ان کے بین الاقوامی connections کو رد کیا ہے۔ انہوں نے یہ ساری چیز کی ہے۔ الیکشن سے پہلے آپ کو معلوم ہے جو سارے public opinion polls آ رہے تھے، ان میں بمشکل دس سے پندرہ فیصد ان کو support کر رہے تھے اور اسی سے پچاسی فیصد ان کو oppose کر رہے تھے لیکن وہ یہ دعوے کر رہے تھے کہ میں اس بات کو ماننے کو تیار نہیں ہوں۔ الیکشن نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے۔ مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ کو صرف ایک جملہ پڑھ کر سناؤں۔ اس لیے کہ اس میں بڑی دلچسپ بات یہ ہے کہ عوام نے پرویز مشرف کو بھی رد کیا ہے اور پرویز مشرف صاحب کو جو support کر رہا تھا یعنی "بش" اس کو بھی رد کیا ہے۔ جناب والا! میں یہ جملہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں News Day جو نیویارک کا daily ہے، بائیس تاریخ کے editorial میں لکھتا ہے کہ

"Voters in Pakistan this week dealt a stunning defeat to President Pervaiz Musharraf , making it possible to restore democratic rule in that country".

پھر کہتا ہے

"In fact one of the biggest losses in Pakistani nation's mandate was President George Bush".

جناب والا! سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ عوام نے مشرف صاحب کو، ان کے حق حکمرانی اور ان کے طرز حکمرانی کو رد کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے جو پالیسیاں اختیار کی تھیں اور ان پالیسیوں میں سر فہرست پاکستان کی sovereignty کا surrender اپنی سرحدوں کو امریکہ کے لیے کھول دینا، یہاں پر ان کے اڈے قائم کرانا، ان کی intelligence کو یہاں پر basis دینا اور ان کو ایک خصوصی اجازت کے ذریعے سے جو New York Times نے اپنی 22 تاریخ کی اشاعت میں شائع کر دی ہے، یہ اجازت دینا کہ آپ unmanned plans جہاں چاہیں بھیجیں اور جس کو چاہیں ماریں، یہ سارا کام انہوں نے کیا ہے۔ Terrorism کی جنگ میں، دیکھیے ہم سب دہشت گردی کے خلاف ہیں۔ کوئی مسلمان نہ دہشت گردی کا مرتکب ہوگا، نہ اس کی تائید کرے گا لیکن دہشت گردی کے نام پر بش جو دہشت گردی کر رہا ہے، اس میں اپنی فوج

کو جھونکنا اور اب چھ سال ہو گئے ہیں اس پالیسی کے نتیجے میں دہشت گردی بڑھ رہی ہے لیکن یہ کوئی تبدیلی کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ اسی طرح ان کی معاشی پالیسی ہے۔ ان کی anti provinces policy جناب والا! آپ نے آج ہی سوالات میں سنا کہ وزیر صاحب فرماتے ہیں کہ ہم صوبہ سرحد کو چھ ارب Hydel profit دے رہے ہیں۔ جناب والا! صوبہ سرحد کا حق کم از کم اس وقت 24 ارب سالانہ بنتا ہے۔

جسٹس افضل میاں کی صدارت میں جو arbitration award ملا تھا اس کا unanimous فیصلہ ہے اور اس میں رابطہ کے نمائندے بھی agree کرتے ہیں کہ کم از کم ان کا حق پونے تین ارب بنتا ہے اور جو مل چکا ہے اس کو اس میں سے منہا کر دیں تو 120 ارب ماضی کا اور ہر 25 ارب اور کچھ percent ان کو ملنا چاہیے۔ جس کے نتیجے کے طور پر میرے صوبے کے عوام suffer کر رہے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

صوبوں کے ساتھ جو کچھ کیا گیا ہے وہ جدا نہیں ہے۔ فوج کشی کر کے، قوت کو استعمال کر کے، ہزاروں افراد گرفتار کیے گئے ہیں، 4 ہزار کے قریب افراد اٹھا لیے گئے ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ عوام نے اس کو رد کیا ہے۔ عوام نے رد کیا ہے کہ جو کچھ عدلیہ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ یہ الیکشن پرویز مشرف اور جسٹس افتخار چوہدری کے درمیان ایک ریفرنڈم تھا۔ ان دونوں کے نام چاہے ballot paper پر لکھے ہوئے نہیں تھے لیکن عوام نے جسٹس افتخار چوہدری کو ووٹ دیا ہے اور پرویز مشرف کو باہر جانے کا راستہ دکھایا ہے۔ جناب والا! یہ ہے اس کا پیغام لیکن ہمیں اس ملک کے عوام کو داد دینی چاہیے کہ انہوں نے غیر معمولی حب الوطنی کا ثبوت دیا ہے۔ جنرل صاحب جو باہر جا کر کہتے رہے ہیں کہ یہ ملک جمہوریت کے لیے مناسب نہیں ہے، پاکستانی عوام mature نہیں ہیں۔ ان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کس طرح انہوں نے maturity کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے نہ صرف ان کو رد کیا ہے، بش کو رد کیا ہے، ان پالیسیوں کو رد کیا ہے لیکن دوسری طرف جن پارٹیوں کو ووٹ دیا ہے انہیں بھی partial mandate دیا ہے۔ یہ بڑی اہم چیز ہے۔ کسی ایک پارٹی کو یہ حق نہیں ملا ہے کہ وہ absolute majority کی بنیاد پر اپنے منشور پر عمل کریں۔ جب میں split mandate کا تجزیہ کرتا ہوں ایک scientist کی حیثیت سے تو مجھے اس میں یہ پیغام ملتا ہے کہ جو عوام چاہ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ دونوں کے پروگرام کے جو

مشترکات ہیں' یہ transitional arrangement ہے۔ آپ کے سامنے دو challenges ہیں' ایک challenge یہ ہے کہ نظام کو جس طرح بگاڑ دیا گیا ہے' دستور کا چہرہ مسخ کر دیا گیا ہے' judiciary کو نکال باہر کیا گیا ہے' پریس کی آزادی پر پابندی لگائی گئی ہے' افراد کے ساتھ ظلم کیا گیا ہے' حقوق کی پامالی کی گئی ہے' ان چیزوں کو تبدیل کرو تاکہ گاڑی دوبارہ پٹڑی پر آسکے۔

پہلا کام ان کے سامنے یہ ہے کہ جو ان کا مشترک پروگرام ہے' یہ انہوں نے لوگوں سے commit کیاہے اور میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہوں کہ اگر یہ کام ہمارے یہ ساتھی کرتے ہیں اور مجھے توقع بھی ہے اور میری دعا بھی ہے لیکن یہ سب سے بڑا challenge ہے اور یہ ان کا امتحان بھی ہے' آزمائش بھی ہے۔ جتنا یہ کام کرلیں گے حقیقت میں ہم ان کے ساتھ ہیں' اس وقت ان کے ساتھ confrontation ملک کے مفاد میں نہیں ہے' اس وقت ان کو موقع ملنا چاہیے' ان کی تائید ہونی چاہیے' جو کام یہ اسمبلیوں میں کریں گے' ہم ان کے لیے باہر کریں گے لیکن اگر یہ اس تقاضے کو پورا نہیں کرتے اور یہ بھی " لوٹا گیری" میں پڑ جاتے ہیں' جو کچھ 2002میں ان کے خلاف ہوا اور آج اگر یہ اپنے حق میں کرتے ہیں تو یہ اپنے ساتھ بھی اور ملک کے ساتھ بھی زیادتی کریں گے۔ جو کچھ اللہ نے آپ کو دیا ہے' اس پر اعتماد کیجیے' مشترک پروگرام کو لے کر چلیے اور ساری توجہ structural معاملات کو درست کرنے پر کیجیے تاکہ یہ گاڑی پٹڑی پر آئے اور پٹڑی پر آنے کے بعد ہی آگے بڑھے گی۔ اگر آپ نے پٹڑی پر لائے بغیر دھکا دیا تو یہ آگے نہیں بڑھے گی۔

دوسری چیز یہ ہے کہ آپ پالیسی سازی کا انداز بدلیے' پارلیمنٹ میں آئیے' بحث کیجیے' افہام وتفہیم سے راستے نکالیے۔ جن پارٹیوں نے الیکشن میں شرکت نہیں کی اور جو کہ اس ملک کی ایک سیاسی قوت ہیں' وہ برسوں سے یہاں کام کر رہی ہیں اور کام کریں گی۔ زمین پر بھی ان کی قوت ہے اور پارلیمنٹ میں بھی قوت رہی ہے' اگر وہ نہیں آئی ہیں تو ایک اصولی موقف کی بنا پر نہیں آئی ہیں۔ انہوں نے کم از کم چار بڑے بڑے contribution کیے ہیں۔ پہلی بات انہوں نے یہ کی ہے کہ اس ملک میں مفاد کی سیٹوں کی سیاست کے مقابلے میں اصول کی سیاست کو فروغ دیا ہے اور کہا ہے کہ اصول کی خاطر اسمبلی میں جاؤ اور اصول کی خاطر نہ جاؤ۔ یہ بہت بڑی چیز ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے انتخابات میں جو issues تھے اسے بدل دیا ہے۔ انتخاب میں issue کرسی نہیں رہی' انتخابات میں issue عدالت گری' عدالت کی restoration بنا' پارلیمنٹ کے اختیارات بنے' rule of law بنا' پارلیمنٹ کی sovereignty بنا' دہشت گردی کے خلاف پالیسی بنا اور آج امیر حسین سے لے کر شیخ رشید تک چلا رہے ہیں کہ ہمیں لال مسجد لے ڈوبی' ہمیں آٹا لے ڈوبا' ہمیں گھی لے ڈوبا' یہ ساری باتیں کیوں کہہ رہے ہیں۔ یہ تو پالیسی چلانے والے تھے۔

معلوم ہوا کہ انتخابات کا boycott کر کے جن پارٹیوں نے issues پر focus کیا اور میں پیپلزپارٹی اورمسلم لیگ (ن) کو credibility دیتا ہوں کہ انہوں نے ان issues کو take up کیا۔ پیپلزپارٹی نے judiciary کے issue میں ذرا دب کر کیا لیکن مسلم لیگ (ن) نے کھل کر کیا کہ ہمارا پہلا issue یہ ہے کہ judges and judiciary بحال ہو اور اگر یہ نہیں ہوا تو ہمارے لیے rationale بیکار ہے۔ ہم وہاں جا کر پہلا کام یہ کریں گے اور کوئی چیز نہیں ہونے دیں گے۔ دراصل انہوں نے جو issues دیئے ہیں اور ان issues پر اتحاد ہوا ہے۔

تیسری بات جناب والا! کہ rigging کے بارے میں جو بہت کچھ کہا جا رہا ہے کہ نہیں ہوسکی' تو اس کی ایک بڑی وجہ دوسری وجوہ کے ساتھ ساتھ boycott بھی تھا' اس لیے کہ boycott کا focus یہ تھا کہ یہ الیکشن rigged ہیں' 50% rigging ہو چکی ہے اور 50% ابھی ہونا باقی ہے۔ Rigging ایک central issue بن گیا' ملک میں بھی اور ملک کے باہر بھی پیپلزپارٹی نے اورمسلم لیگ (ن) نے بھی یہ issue لیا کہ اگر rigging ہوئی تو 19 تاریخ کو ہم سب سڑکوں پر ہوں گے۔ Foreign media اور فوج نے بھی ایک عقل مندی کی کہ چیف آف سٹاف نے فوج سے کہا کہ ہم الیکشن میں مداخلت نہیں کریں گے۔ یہ چیز rigging روکنے کی تیسری چیز ہے لیکن ایک چوتھا کام اور بھی کیا ہے کہ ہم نے یہ دکھا دیا ہے کہ nationalist parties جنہیں regional or sachet body کہا جاتا ہے' وہ sachet نہیں ہیں وہ صرف اپنے حق کے لیے ہیں۔ اس ملک میں انصاف اور فیڈریشن کے اصل اصولوں کے مطابق کارکردگی ہونی چاہیے۔ یہ سب mainstream میں آئیں گی۔ ہم نے مل کر کام کیا ہے' ایک دوسرے کو سمجھا ہے' انہوں نے ہمیں سمجھا ہے اور ہم نے ان کو سمجھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی

development ہے کہ وہ جنہیں صرف nation کہا جاتا تھا' وہ سب اب national stream میں ہیں اور مل کر مشترک مقاصد کے لیے کام کر رہے ہیں' جن میں دستور کے تمام پہلو' جس میں اس کا اسلامی ہونا' اس کا پارلیمانی جمہوری ہونا' اس کا فیڈرل ہونا اور اس کا فلاحی ہونا۔ یہ ان کا بہت بڑا contribution ہے۔

جناب والا! آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرنے سے پہلے صرف ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں' وہ یہ ہے کہ جہاں میری دعائیں اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ ہیں اور میں دل کی گہرائیوں سے یہ بات کہہ رہا ہوں۔ میں ان سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ بہت بڑی آزمائش میں ہیں' یہ آسان کام نہیں ہے۔ آپ پر internal pressure بھی آئیں گے اور باہر کے pressures بھی آئیں گے۔ آپ دیکھیے کہ American lobbies, European Union ' برطانوی High Commissioner' باہر کا media ' وہ کس طرح جانتے ہیں کہ پاکستان مسائل کو اپنے گرفت میں رکھیں۔ یہ وقت ہے کہ ہم پاکستان کی قسمت کے فیصلے' پاکستان کی سرزمین پر' پاکستانی سوچ کے ساتھ' پاکستان کے مفاد میں کریں۔ اس کے لیے آپ کو stand لینا ہو گا' اس کے لیے آپ کو کوشش کرنی ہو گی۔ اگر آپ ٹھیک راستے پر چلیں گے تو ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اگر آپ اس معاملے میں کوئی کوتاہی کریں گے تو ہم آپ کی گرفت کریں گے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک بلوچی شعر سنایا جس میں بڑا سبق ہے لیکن حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ صحابہ جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات سن کر خاموش رہتے تھے اور کہتے تھے امنا و صدقنا' وہ تعجب میں آ گئے اور انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! اگر ہمارا بھائی مظلوم ہو گا تو ہم اس کا ساتھ دیں گے لیکن اگر ظالم ہو تو اس کا کیسے ساتھ دیں؟ حضور نے فرمایا اس کو ظلم سے روک کر۔ ہم انشااللہ ظلم سے روکنے کا کام بھی انجام دیں گے' جو مظلوم ہیں ہم ان کے ساتھ ہیں اور ظالم ہیں ہم ان کا مقابلہ کریں گے۔ یہی راستہ ہے اس ملک میں اصلاح کا۔ وآخر دعوانا ان الحمد وللہ رب العالمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ اگر friends آپ سمجھتے ہیں کہ we should

continue till what time. اور بھی continue کروانا چاہتے ہیں؟

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! نو بجے تک مزید کر لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، کیونکہ عبدالرحیم مندوخیل صاحب کی تقریر رہتی ہے، شاہد حسن بگٹی صاحب کی party leader کی حیثیت میں تقریر رہتی ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جی جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کتنے بجے تک کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! ڈاکٹر صاحب کی تقریر کروالیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، میرے پاس جو order of priority ہے، اس میں عبدالرحیم مندوخیل ہیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: They want to speak tomorrow

تو ان کی جگہ ڈاکٹر صاحب is ready to speak now. ڈاکٹر صاحب کی ابھی تقریر کروادیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پھر یہ آخری speech کرالیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: یہ آخری تقریر کرالیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی۔ بےشک مختصر جو کہنا ہے، کہیں۔ مطلب ہے، ہمیں نیند سے جگائے رکھیں۔ نہیں، میں نے سننے کی عادت ڈالی ہوئی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (تلاوت) اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ آپ بہترین امت ہیں اور آپ کا کام یہ ہے کہ آپ پوری انسانیت کے لیے کام کریں، پورے جہان کی بھلائی کے لیے آپ سوچیں (تلاوت) آپ نیکیوں کا حکم کریں اور برائیوں سے روکیں۔

محترم چیئرمین صاحب! میں آپ کا بےحد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ بحیثیت ایک مسلمان ہم سب کا یہ فرض ہے کہ ہم امر بالمعروف کریں اور نہی عن المنکر کریں۔ مجھ سے پہلے میرے seniors نے انتہائی تفصیل سے باتیں کی ہیں، یقیناً یہ انتخابات ایک

referendum تھے' انکار نہیں کیا جا سکتا۔ انتخابات کو دھاندلیوں سے پاک نہیں کہا جا سکتا کیونکہ میں بھی اس دن مختلف علاقوں میں گھوم رہا تھا۔ شکار پور کے علاقے میں میں گھوم رہا تھا تو کچے کے علاقے میں کسی کو جانے کی اجازت نہیں تھی' وہ جو کچے کے بادشاہ ہیں' جو سابقہ government کے لوگ تھے' ان کا مکمل قبضہ تھا۔ قانون نافذکرنے والے ادارے بند کے اوپر کھڑے تھے اور اندر جانے سے کترا رہے تھے اور انکار کر رہے تھے اور ان کو اندر جو کچھ کرنا تھا' انہوں نے وہی کیا۔ آپ کو حیرت ہو گی کہ شکار پور شہر میں' اگر شہر کے polling stations پر 10 فیصد' 20 فیصد' 30 فیصد votes پڑے ہیں تو کچے کے جو 13, 14 polling stations تھے جن کے بارے میں پہلے Election Commission کو بتا دیا گیا تھا اور متعلقہ returning افسر صاحب کو بھی بتا دیا گیا تھا کہ آپ یہاں پر خصوصی انتظام کریں۔ کچھ نہیں کیا گیا اور وہاں پر 100 فیصد votes poll کیے گئے' کچے میں 100% poll کیے گئے۔ دوسری سب سے بڑی بات یہ ہے کہ گاڑیاں کرائے پر لی ہوئی تھیں اور وہی لوگ تھے جو یہاں votes دیتے پھر دوسرے polling station پر پھر تیسرے polling station پر votes دیتے' اگر آپ تحقیقات کرائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ NA-209 پر آپکو تقریباً 30 سے 35 ہزار votes جعلی ملیں گے۔

میں اس election کو آزادانہ' منصفانہ' غیر جانبدارانہ کیسے مانوں۔ ہمارا ایک ساتھی کشمور میں PS-16 پر کھڑا تھا' وہاں کرم پور کے علاقے میں' باہو کھوسو کے علاقے میں اور اس پوری پٹی پر بالکل سرعام firing کی گئی' لوگوں کو آنے سے روکا گیا اور ٹھپے لگائے گئے۔ بہرحال جو کچھ بھی ہوا' وہ اخبارات میں چھپ رہا ہے اور media پر یہ تمام داستانیں آچکی ہیں اور آرہی ہیں لیکن عوام کا ایک مجموعی فیصلہ آچکا ہے' تحفظات کے باجود ہم نتائج کو قبول کرتے ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی' PML(N) اور عوامی نیشنل پارٹی بڑی پارٹیوں کے طور پر ابھر کر سامنے آئی ہیں' میں ان پارٹیوں کے قائدین کو مبارکباد دیتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ آئین کی پاسداری کے لیے' پارلیمان کی بالادستی کے لیے' صوبوں کی خودمختاری کے لیے' غریب لوگوں کے حقوق کی واپسی کے لیے اور سب سے بڑی بات کہ پاکستان کو حقیقی معنوں میں ایک اسلامی اور فلاحی ریاست بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں گے۔ پاکستان اس لیے بنایا گیا تھا کہ یہاں پر اسلام کا نظام نافذ کیا جائے گا' پاکستان اس لیے بنایا گیا تھا کہ یہاں پر شریعت کی بالادستی ہو گی' پاکستان اس

لیے بنایا گیا تھا کہ یہاں پر لوگوں کو انصاف ملے گا' پاکستان اس لیے بنایا گیا تھا کہ قرآن مقدس کے قوانین کے مطابق فیصلے کئے جائیں گے' پاکستان اس لیے بنایا گیا تھا کہ یہاں پر corruption کا خاتمہ ہوگا' پاکستان اس لیے بنایا گیا تھا کہ یہاں پر عریانی اور فحاشی کا راستہ روکا جائے گا' پاکستان اس لیے بنایا گیا تھا کہ یہاں پر ہم قدم قدم پر خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات کا احترام کریں گے اور اپنائیں گے۔ پاکستان کو جن مقاصد کے لیے بنایا گیا تھا' میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے آنے والے ساتھی' ان مقاصد کی تکمیل کے لیے کام کریں گے۔

جناب عالی! ہم کتنے ہی گنہگار سہی .بہرحال مسلمان ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ (تلاوت) ہر ایک نے جانا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ دنیا کی زندگی فانی ہے' مختصر ہے اور آخرت کی زندگی باقی ہے' فنا نہ ہونے والی زندگی ہے اور یہ بھی ہمارا ایمان ہے کہ اصل عدالت وہاں قائم ہو گی' جہاں پر ہمیں اللہ کی courtمیں ذرے' ذرے کا حساب دینا ہو گا' ہمیں اس دن کے لیے بھی سوچنا چاہیے' اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ لوگوں نے مشرف کے خلاف فیصلہ دیا' بالکل سیدھی بات ہے' اس میں کوئی شک شبہ کی گنجائش نہیں ہے' لوگوں نے فیصلہ دے دیا اور مشرف کی پالیسیوں کے خلاف فیصلہ دیا' ان کی پارٹی کو ہروا دیا۔ جنرل پرویز مشرف میں اگر تھوڑی سی بھی اخلاقی جرأت ہے تو باعزت طور پر صدارت کے منصب سے استعفٰے دے دیں' اب ان کو اخلاقی طور پر صدارت پر رہنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ پرویز مشرف نے ملک کا بیڑا غرق کیا ہے'پرویز مشرف نے لال مسجد کے تقدس کو پامال کرایا ہے' پرویز مشرف نے جامعہ حفصہ کو bulldoze کرایا ہے' پرویز مشرف نے جامعہ حفصہ میں میری بیٹیوں کا ناحق قتل عام کرایا ہے۔ پرویز مشرف نے کیا کچھ نہیں کیا' وانا میں' وزیرستان میں' قبائلی علاقہ جات میں' باجوڑ میں اور دیگر علاقہ جات میں یہ جو بے گناہوں کا خون بہا ہے' انہوں نے ان کا بیڑا غرق کیا اور ان کی نظر بد لگی ہے۔ ان لوگوں نے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ ان کا اس طرح بیڑا غرق ہو گا' پرویز مشرف کی ہاں میں ہاں ملانے والے قہر خداوندی سے ڈریں۔

میں سمجھتا ہوں کہ آج موقع ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں۔ میں یہ بھی وضاحت کروں گا کہ آجکل یہ بھی تبصرے ہو رہے کہ جناب! مذہبی قوتوں کو بھی لوگوں نے مسترد کر دیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ تبصرہ ٹھیک نہیں ہے' مذہبی لوگوں کو votes ملے ہیں لیکن Establishment نے مہربانی کی کہ انہوں نے بلوچستان میں مولویوں کو آپس میں لڑا دیا' اگر آپ تمام ووٹوں کو جمع کریں تو ہم نے ٹھیک ٹھاک votes لیے ہیں' اگر وہ votes جمع ہو جائیں تو ہماری ٹھیک ٹھاک سیٹیں تھیں۔ ہمارے کچھ اپنے مہربان ہم سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے boycott کی باتیں کر دیں' ہم نے ان کی منت بھی کی اور سماجت بھی کی' سمجھانے کی کوشش بھی کی کہ علماء کرام Parliament میں نہ آئیں' مولوی Parliament میں نہ آئیں' یہ ڈاڑھی والے' یہ پگڑی والے پارلیمان میں نہ آئیں' یہ جنرل مشرف کی خواہش ہے' یہ Bush کی خواہش ہے' یہ Blair اور Brown کی خواہش ہے' یہ America اور برطانیہ کی خواہش ہے کہ مولوی حضرات' یہ ڈاڑھی والے' یہ پگڑی والے' یہ پارلیمان میں نہ پہنچیں۔ ہم نے بڑی منت سماجت کی لیکن بہرحال ہر ایک کی اپنی سوچ ہے' صوبہ سرحد میں اور پورے پاکستان میں ہم تنہا لڑے ہیں' ہم عملی طور پر بالکل تنہا تھے۔ اسکے باوجود ہم جب تنہا elections لڑے ہیں' پچھلے ادوار میں اس سے زیادہ سیٹیں لی ہیں اور پھر اس وقت صوبہ سرحد میں ہمارے 10 members ہیں اور مجموعی طور پر قومی اسمبلی میں ہمارے 10 members ہیں اور پھر صوبہ سرحد میں ہم نے 22 نشستیں اس طرح ہاری ہیں کہ 100 ووٹوں کا فرق ہے' 200 اور 300 ووٹوں کا فرق ہے۔ ہمارے دیندار ساتھی ناراض نہ رہتے تو سب سے بڑی پارٹی پھر بھی MMA آتی' بہرحال یہ ایک چیز جو ہونی تھی وہ ہو گئی۔

مجھے یہ بیان کرنا ہے کہ مذہبی قوتوں کو vote ملا ہے۔لوگوں نے مذہبی قوتوں کو ووٹ دیا ہے' لوگوں نے مذہبی قوتوں کو مسترد نہیں کیا ہے۔ ہم یہ عہد کرتے ہیں اور اس پارلیمنٹ' سینیٹ کے ایوان سے میں اپنے اللہ کو گواہ بنا کر' قوم کو گواہ بنا کر آپ کی وساطت سے message دینا چاہتا ہوں کہ ہر اچھے کام میں ہم آنے والی گورنمنٹ کی مدد کریں گے اور ہر اچھے اقدام کی حمایت کریں گے' ان کا ساتھ دیں گے' لیکن اگر انہوں نے اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات کو نظر انداز کیا' اگر انہوں نے قانون کی بالادستی کے لیے' آئین کی بالادستی کے لیے' پارلیمنٹ کی بالادستی کے لیے کام نہیں کیا تو یقیناً ہمارا یہ فرض ہو گا کہ ہم اپنے ان بھائیوں کو اپنی باتیں یاد دلائیں' جو کچھ وعدے کئے ہیں ہمارے بھائیوں نے' جو الیکشن میں جیت کے آئے

ہیں کہ ہم پرویز مشرف کو بھگائیں گے ہم ان سے کہتے ہیں کہ یہ کارخیر کردو۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ جنہوں نے کہا تھا کہ ہم تمام ججز بحال کریں گے، ہم ان سے کہتے ہیں کہ یہ کام کر دو، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ جنہوں نے کہا تھا کہ کالاباغ ڈیم کو نہیں بننے دیں گے ہم ان سے کہتے ہیں کہ آپ اپنی بات پر قائم رہنا، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ جنہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم صوبوں کو خودمختاری دیں گے، ہم ان سے کہتے ہیں کہ یہ کام کر دو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ جنہوں نے کہا تھا کہ پارلیمنٹ کی بالادستی قائم کی جائے گی، ہم ان سے کہتے ہیں کہ یہ کام کر کے دکھاؤ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم ہر اچھے کام میں، ہر بھلے کام میں، ہر خیر کے کام میں ان کی مکمل مدد کریں گے اور اگر انہوں نے راہ راست سے ہٹنے کی کوشش کی تو یقیناً اپنا فرض نبھاتے ہوئے ہم ان سے بھی کہیں گے کہ یہ آپ غلط کر رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہمارا ملک حقیقی معنوں میں اسلام کا مرکز بنے۔ امن و امان کا مرکز بنے۔

یہ ثابت ہو گیا ہے کہ لڑائی مسئلے کا حل نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام لوگوں سے بات ہونی چاہیے، امن وامان کے قیام کو اولین ترجیح میں رکھا جائے۔ دہشت گردی کی کوئی حمایت نہیں کر سکتا، لیکن جس طرح پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ سب سے بڑا دہشت گرد بش خود ہے جو دہشت گردی کو ختم کرنے کے نام پر دہشت گردی کر رہا ہے، اور وہ war against terror کے نام سے مسلمانوں کی نسل کشی میں مصروف ہے۔ پرویز مشرف نے پاکستان کو عملی طور پر امریکہ کی کالونی میں تبدیل کر دیا۔ ایک ٹیلیفون call پر اس نے سب کچھ گنوا دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے آنے والے حکمران عوام کے جذبات کو سمجھیں اور عوام کے جذبات کا احترام کریں۔ مجھے امید ہے کہ یقیناً وہ جو اقدامات کریں گے وہ ملک کی بھلائی کے لئے کریں گے، اور پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی جمہوریہ پاکستان بنانے کے لئے کریں گے۔ مہنگائی پر کنٹرول ہونا چاہیے۔ بھوک اور بے روزگاری کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ پورے ملک کا حال آپ دیکھ رہے ہیں، میرے بھائی بلوچستان والے، سرحد والے، دیگر مقامات والے، میں تو سندھ کا رونا روؤں گا کہ سندھ میں بد امنی کی یہ حالت ہے کہ دوسرے علاقوں میں لوگ رات کو نہیں نکل سکتے ہمارے علاقے میں لوگ دن کو محفوظ نہیں ہیں۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ اتنی بدامنی بڑھ چکی ہے کہ میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ یہ چوریاں، یہ ڈکیتیاں اور جو سب سے بڑی لعنت ہمارے گلے

میں ڈال دی گئی صوبہ سندھ میں، وہ قبائلی جھگڑے ہیں۔ ہزاروں بے گناہ قبائلی جھگڑے کی وجہ سے مر چکے ہیں۔ ان چیزوں کو ترجیحات میں شامل کیا جائے۔ بے روزگاروں کو روزگار مہیا کیا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سب سے پہلے اسلامی ریاست مدینہ منورہ میں قائم کی تھی، اس کو سامنے رکھا جائے۔ اور پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس طرح نظام کو چلایا تھا، جو اصول دیے تھے ان اصولوں کو سامنے رکھنا چاہیے۔

جناب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، وہ فرمایا کرتے تھے اپنے دور میں کہ اگر فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوک کی وجہ سے مر جائے تو قیامت کے دن اس کا سوال عمر سے ہو گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میری حکومت میں اگر کوئی سینگ والی بکری بغیر سینگ والی بکری کو سینگ مار دے، زخمی کر دے، مالک اس کا علاج نہ کرائے تو قیامت میں اس کا سوال بھی عمر سے ہو گا۔ یہ دھرتی پر پہلے حکمران تھے جنہوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ جونہی کوئی ماں کسی بچے کو جنم دے گی جب تک وہ کمانے کے لائق نہیں ہو جاتا اس وقت تک اس کو بے روزگاری کا وظیفہ اسلامی حکومت ادا کرے گی۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال ہیں اور وہ تاریخ ساز سنہرا دور ہے۔ ہم بہرحال مسلمان ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہم آل رسول، اصحاب رسول، اہل بیت رسول کے اقوال کو سامنے رکھیں۔ قرآن و سنت کو سامنے رکھیں اور پھر میں یہ توقع کرتا ہوں۔ 1973 کے آئین کی بات تو سارے دوست کرتے ہیں، پیپلز پارٹی کے احباب خوب جانتے ہیں کہ اس میں جہاں بھٹو صاحب تھے تو وہاں حضرت مفتی صاحب بھی تھے۔ تمام پارٹیوں کے قائدین بھی تھے۔ 1973 کے آئین میں ضمانت دی گئی ہے کہ پاکستان کو مکمل طور پر اسلامی مملکت بنایا جائے گا، اور اس کے بعد پھر قانون کے مطابق اسلامی نظریاتی کونسل کا ادارہ قائم کیا گیا جس میں تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام کو شامل کیا گیا جنہوں نے تمام سفارشات مکمل کر دی ہیں۔ اس وقت جو بیٹھے ہوئے ہیں وہ تو وہ لوگ ہیں جن کو اپنے مسلک والے بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ تو سیاسی رشوت کے طور پر مہرے بٹھا دیے گئے، لیکن پہلے جتنے بھی لوگ تھے وہ تمام مکاتب فکر کے مانے ہوئے جید علماء تھے۔ وہ تمام سفارشات پڑی ہوئی ہیں ان کے مطابق اگر آنے والے ہمارے

دوست آئین سازی کا آغاز کریں تو میں سمجھتا ہوں ان کی دنیا بھی بہتر ہو گی' ان کی آخرت بھی بہتر ہو گی' لوگ بھی ان کو دعائیں دیں گے۔ اللہ بھی ان پر راضی ہو گا۔

اللہ کرے کہ ہمارا ملک امن وامان کا مرکز بنے۔ اسلام کا مرکز بنے۔ دین کا مرکز بنے۔ نفرتیں محبتوں میں تبدیل ہو جائیں۔ اللہ کرے کہ یہاں پر بسنے والا ہر شخص چھوٹا یا بڑا' امیر یا غریب وہ آرام سے نیند لے سکے اور سکون کے ساتھ اپنا وقت گزار سکے۔ رزق حلال کما سکے۔ اللہ کرے کہ سب کی جان' مال عزت اور آبرو محفوظ ہو اور سب کی چادر اور چار دیواری کا تحفظ ہو۔ میں ان امیدوں کے ساتھ اپنے بھائیوں کو مبارکباد بھی دیتا ہوں اور ہر اچھے کام میں تعاون کی یقین دہانی بھی کراتا ہوں۔ اللہ رب العزت میری معروضات کو شرف قبولیت سے نوازے۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ ڈاکٹر خالد سومرو صاحب۔ انشاء اللہ کل دوپہر کو 3:30 بجے پھر اکٹھے ہوں گے۔ The House stands adjourned till tomorrow 3:30 pm.

[The House was then adjourned to meet again on 27th February, 2008 at 3:30 p.m]
